ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

اگست 2023ء جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 08

جنّت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کیا کرو

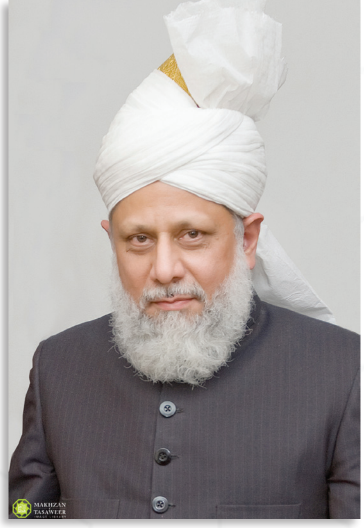

دِلی خوشی کے ساتھ خدمت کرو

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مہمانان و کارکنانِ جلسہ کے لیے نصائح

”صرف اور صرف یہ بات مدِّنظر ہو کہ ہم نے جلسہ کے دنوں میں روحانی مائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اسی طرح تمام کارکنان جو جلسہ کی مختلف ڈیوٹیوں پر متعین کئے گئے ہیں، وہ کوشش کریں کہ ہر شاملِ جلسہ کی حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان سمجھ کر خدمت کریں۔ اس مرتبہ یہی توقع کی جارہی ہے کہ شاملینِ جلسہ کی تعداد میں زیادہ اضافہ ہوگا اور اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ انتظامی لحاظ سے بعض کمیاں بھی بعض جگہ رہ جائیں... اسلام تو مہمانوں کی عزّت و اکرام کی بہت تلقین کرتا ہے۔ اور پھر وہ مہمان جو حضرت مسیح موعودؑ کے بلانے پر خالص دینی غرض سے آرہے ہوں ان کی تو سب ڈیوٹی والوں اور سب میزبانوں کو خاص طور پر عزّت اور خدمت کرنی چاہیے اور خالص قربانی کے جذبہ سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے یہ خدمت کرنی چاہیئے مہمانوں کی مہمانداری کے بارہ میں اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ ہم سے مہمانوں کی خدمت کے بارہ میں کیا توقع رکھتے ہیں اس بارہ میں آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ جلسہ کے دنوں میں تو مختلف قوموں اور مختلف طبائع کے لوگ آتے ہیں اور بعض دفعہ مشکل ہو جاتا ہے کہ کس طرح ان کی طبیعتوں کے مطابق ان کا خیال رکھا جائے۔ بعض دفعہ مہمان اپنے مزاج کی وجہ سے ایسی باتیں کر دیتا ہے یا اس طرح اظہار کر دیتا ہے جو ڈیوٹی دینے والے کے لئے یا خدمت کرنے والے کے لئے ناگوار ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا یہی حکم ہے کہ تم نے ہر صورت میں مہمان کا احترام کرنا ہے۔ کیونکہ اس سے بھی تمہارے ایمان کا معیار پرکھا جاتا ہے۔ پس اس بات کا بہت خیال رکھیں اور ڈیوٹی دینے والے کو ہمیشہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے رہنا چاہیے اور مسکراتے رہنا چاہیے۔ خدمت کرنے والوں نے خود اپنی مرضی سے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے تو پھر اس معیار کو بھی حاصل کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہم سے چاہتے ہیں۔ اچھے اخلاق کے اظہار کے لئے کن معیاروں کو حاصل کرنے کی اسلام ہمیں تلقین فرماتا ہے اس بارہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا تیرے لیے صدقہ ہے۔ ترا اچھی بات کرنے کی تلقین کرنا اور بُری بات سے روکنا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا اور نابینا کو راستہ دکھانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور پتھر، کانٹا، ہڈی کو راستے سے ہٹانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے یعنی ہر گند کو ہٹانا اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں کچھ ڈال دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

پس یہ ہیں وہ معیار جو ہر احمدی کے ہونے چاہئیں... ہمیشہ مسکراتے رہنا ایک بہت بڑا وصف ہے۔ ڈیوٹیوں کے دوران بعض دفعہ سونے کا کم وقت ملتا ہے۔ تھکاوٹ بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن حکم یہ ہے کہ ایسے حالات میں بھی مسکراتے رہو۔ اور دلی خوشی کے ساتھ خدمت کرو۔ پھر تربیت کے شعبہ کے لئے خصوصاً اور عام ڈیوٹی کرنے والوں کو عموماً یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر کسی میں کوئی غلط بات دیکھیں جو ہمارے ماحول کے تقدّس اور تعلیم کے خلاف ہے تو نرمی اور پیار سے سمجھائیں۔

گو صفائی کا شعبہ... صفائی کرتا رہتا ہے لیکن اگر کوئی بھی کارکن ایسا کوئی گندگی دیکھے تو خود ہی اٹھا کر قریب کے ڈسٹ بن میں ڈال دے اور انتظامیہ کو بھی مختلف جگہوں پر قریب قریب ہی ڈسٹ بن رکھنے چاہئیں لیکن ساتھ ہی انتظامیہ کو یہ نگرانی بھی کرنی چاہیئے کہ حالات ایسے ہیں کہ کوئی غلط چیز اس میں نہ پھینک دے۔ اسی طرح کھانے کھلانے والے جو لوگ ہیں انہیں بھی مہمانوں کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔ اگر کبھی کھانے میں کمی ہو جائے تو پیار سے مہمانوں کو سمجھائیں کہ اس کمی کی وجہ سے بانٹ کر کھانا کھائیں تاکہ ہر ایک کو کچھ نہ کچھ مل جائے... بڑے پیار اور حکمت سے کھانا کھلانے والوں کو اس معاملہ کو دیکھنا چاہیئے۔ اسی طرح ٹریفک کا شعبہ ہے یہاں بھی بعض دفعہ بدمزگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر جب موسم خراب ہو... تو آنے والے مہمانوں کو بھی مَیں کہوں گا کہ ٹریفک والوں سے تعاون کریں۔ وہاں اس شعبہ کے کارکن بھی ہمیشہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ تمام کارکنان احسن رنگ میں اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دینے والے ہوں اور جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ خاص طور پر ہر احمدی کو اس جلسہ کی کامیابی کے لیے دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بھی دے، آمین۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 21 جولائی 2023ء، الفضل انٹرنیشنل 11 اگست 2023ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دعائیں اور محبّتیں سمیٹنے کے دِن

ایک مرتبہ فرشتے زمین کا گشت کرنے کے بعد اپنی رپورٹ پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے، فرشتوں نے عرض کیا کہ وہ تیرا ذکر اور تسبیح کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ ان سب کو بخش دو، فرشتوں نے عرض کیا کہ ان میں ایک شخص یونہی راہ چلتے بیٹھ گیا تھا۔ فرمایا اسے بھی بخشش کی نوید سنا دو کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہے گا۔

ہمارا جلسہ سالانہ بھی ایسی ہی ذکر و تسبیح کی مجالس میں سے ہے، سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اسے جاری فرمایا تو اس کے اغراض و مقاصد میں قرار دیا کہ تا دنیا کی محبّت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبّت دل پر غالب آجائے۔ اس خالصةً روحانی مقصد کے حصول کے لئے حضور علیہ السلام اور آپ کے خلفاء عظام نے ہمیں ان بابرکت ایّام کے لمحات کو دعاؤں، درود شریف کے وِرد اور استغفار سے معمور رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ چنانچہ دعاؤں کی کیفیت میں ڈوبے احمدی جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو ان کی زبانیں ذکر الٰہی سے تَر ہوتی ہیں۔ ہر فردِ جماعت زیرِ لب دعاؤں میں مصروف ہوتا ہے، جب باہم ملتے ہیں تو سچّی اخوّت کے جذبات میں ڈوب کر ایک دوسرے سے دعا کرنے کی درخواست کرتے ہیں، نماز کا وقت ہوتا ہے تو پنڈال کی طرف لپکتے ہیں اور اجتماعی طور پر اپنے ربّ کے حضور رکوع و سجود میں اپنی التجائیں پیش کرتے ہیں اور اس طرح سے ایسا روح پرور ماحول میسّر آتا ہے جو حدیث میں مذکور جنّت کے باغات کا منظر پیش کرتا ہے۔

ہمارے جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں، اپنی پاکیزہ روایات کے ماحول میں اپنے پروگرام کے عین مطابق انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ امسال جلسہ سالانہ یو کے ایسی غیر یقینی موسمی صورتِ حال میں ہوا کہ ہر فردِ جماعت فکرمند تھا لیکن اس کی فکرمندی دعائیں بن کر عرش معلّیٰ سے ٹکراتی رہیں جس کے نتیجہ میں بارش اور کیچڑ کے باوجود جلسہ کا پروگرام اپنی پوری شان کے ساتھ منعقد ہوا۔ چالیس ہزار کے مجمع کو جلسہ گاہ میں لانا، پنڈال میں بٹھانا، کھانا کھلانا اور دیگر مصروفیات میں سے گذارنا انسانی بس میں نہ تھا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کا سایہ ہے جس سے یہ سب کچھ ممکن ہو جاتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں ہیں جن کے ثمرات ہر اُس شاملِ جلسہ کو ملتے ہیں جو خلوصِ نیّت سے سفر کی مشکلات کے باوجود یہاں پہنچتا ہے۔

ماہ ستمبر کے آغاز میں جماعت احمدیہ جرمنی کا بھی جلسہ سالانہ منعقد ہو گا، ان شاء اللہ۔ اسے جرمنی میں جماعت کے قیام پر سَو سال گزرنے کی نسبت سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارا یہ جلسہ بھی ہر لحاظ سے کامیابی کے ساتھ انعقاد پذیر ہو اور اِس کے جملہ مقاصد پورے ہوں، آمین۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

محرّم / صفر 1445 ہجری قمری   اگست 2023ء   جلد نمبر 24   شمارہ نمبر 08   ظہور 1402 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: اِرْتَعُوا فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ
06	نظم: اسی کو پا کے سب کچھ ہم نے پایا
07	خطبہ جمعہ: ذکرِ الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں
13	زہے قسمت پلٹ آیا وصالِ یار کا موسم
16	منظوم کلام: آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں
17	جلسہ سالانہ کے آداب
20	خوراک کے ضیاع کے بارہ میں احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید تحقیق
22	تعارف کتب: فتحِ اسلام
23	ہستی باری تعالیٰ کے سائنسی دلائل
28	ادبی صفحہ: آتی ہے اردو زباں آتے آتے
29	نُورِ ہدایت
32	حق مہر کی اہمیت و حکمت
36	دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
37	سائنس و تحقیق: نیا زمانہ، نئے امراض
40	جماعتی سرگرمیاں: حسیں نامہ میرے بھی نام آ گیا ہے
42	تاریخ جرمنی
43	حالات حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں
44	جماعتی سرگرمیاں: واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو جرمنی کا چوتھا سالانہ اجتماع 2023ء
46	یادِ رفتگاں: وہ بوئے گل تھا کہ نغمۂ جاں
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات و دعائے مغفرت)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

فیروز ادیب اکمل، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

07

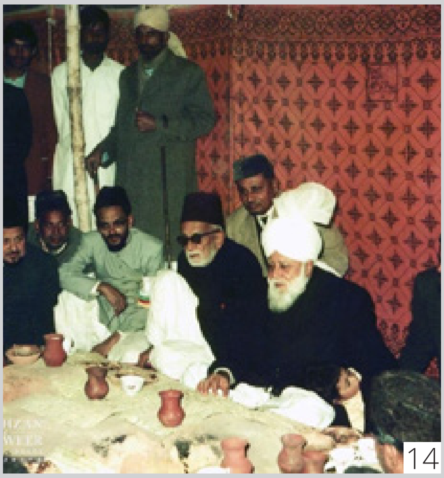
14

04

13

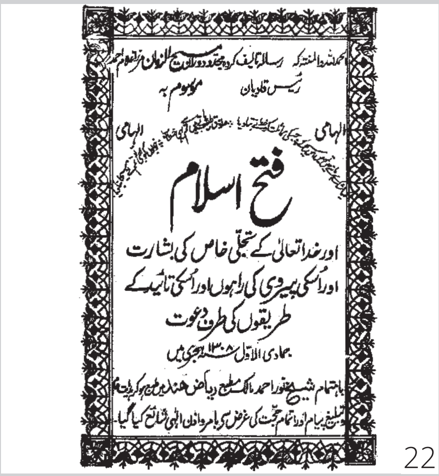
الحمد للہ والمنة کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوراں مسیح الزمان مرزا غلام احمد
رئیس قادیان موسوم بہ
فتح اسلام
اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت
اور اُسکی پیروی کی راہوں اور اُسکی تائید کے
طریقوں کی طرف دعوت
بماہ جمادی الاوّل ۱۳۰۸ ہجری میں
باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند میں طبع ہو کر بہ نیت
تبلیغ پیام اور اتمام حجت کی غرض سے بامر و اذن الٰہی شائع کیا گیا۔

22

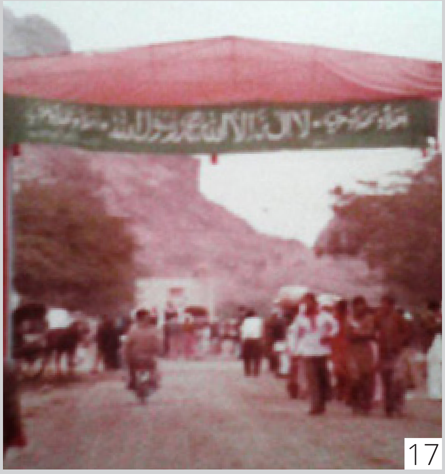
17

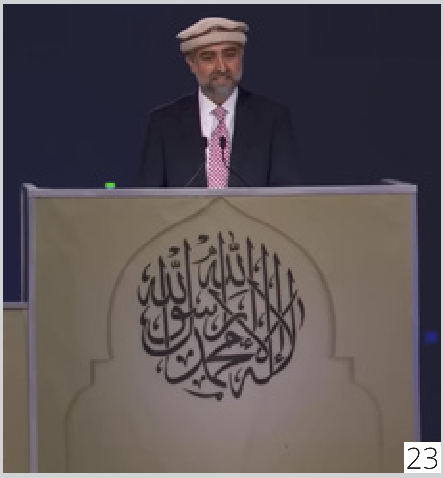
23

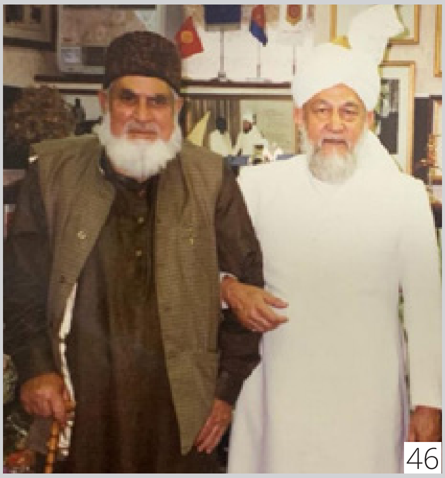
46

42

37

44

قال اللہ جلّ جلالہٗ

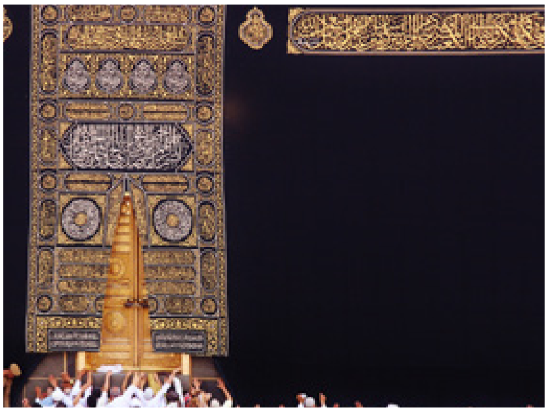

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا ۔ وَّسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا

(الاحزاب:43-42)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔ اور اس کی تسبیح صبح بھی کرو اور شام کو بھی۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:
اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا، قالوا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟
قَالَ: حِلَقُ الذِّكْرِ۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات، حدیث نمبر 3510)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنّت کے باغوں سے گزرو تو تم (کچھ) چَر، چُگ لیا کرو۔ لوگوں نے پوچھا ”ریاض الجنّۃ“ کیا ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر کے حلقے اور ذکر کی مجلسیں۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لیے اور دعا میں شریک ہونے کے لیے اس تاریخ پر آ جانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لیے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ اَرحمُ الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے“۔

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 376)

فی ریاض الجنۃ ارتعوا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بِالْمَوَاجِہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خداتعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ ... اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اُخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ... جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیرِحسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ اَمر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 340،341)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

یاد رکھو کہ اجتماع پر اللہ تعالیٰ کا فیضان نازل ہوتا ہے۔ اس وقت ایک تعارف پیدا ہوتا ہے، ایک خدمت کا شریک ہوتا ہے، اپنا خرچ کیا، گھر چھوڑا، آرام چھوڑا، مجملہ اغراض کے یہ غرض بھی ہوسکتی ہے کہ اگر گھر چھوڑتے ہیں۔ احباب سے جدا ہوتے ہیں اور اپنے اغراض اور اموال کو خرچ کرتے ہیں، مشکلات بھی پیش آتی ہیں، تو اس میں تو کوئی شبہ اور کلام نہیں ہو سکتا کہ جب ہم یہ سب کچھ محض خداتعالیٰ کی رضا کے لئے برداشت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ماموراور شکور خدا کی طرف سے قدر بڑھتی ہے اور یہ ایک مزدوری ہوتی ہے جس کا عظیم الشان اجر ملنے والا ہوتا ہے اور ان دعاؤں سے حصہ ملتا ہے جو خداتعالیٰ کا مامور خصوصیت کے ساتھ ایسے موقع پر مانگتا ہے... پس ایسے موقعوں پر آنا چاہئے، لیکن پاک اغراض اور رضائے الٰہی کے مقصد کو ملحوظ رکھ کر، نہ کسی اور غرض اور خواہش سے۔ (الحکم 24 مئی 1904 صفحہ 6)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’میں ان دوستوں کو جو یہاں آکر بھی اس جلسہ کے موقع پر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور تقریروں کے سننے میں پورا حصہ نہیں لیتے ملامت کرنا چاہتا ہوں۔ ...... اس میں کوئی شک نہیں کہ لمبی دیر تک بیٹھنا گراں ہوتا ہے اور انسان دیر تک بیٹھنے سے اُکتا جاتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دیر تک بولنا اس سے بھی بہت زیادہ مشکل کام ہے، پھر اگر ایک شخص باوجود صحت کے نہایت کمزور ہونے اور اس عضو کے ماؤف ہونے کے جس پر کام کا دارومدار ہے متواتر چھ گھنٹے تک بول سکتا ہے تو میں ہرگز یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ دیر تک سننے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا‘‘۔

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 439)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’ہم دعاؤں کے ساتھ اس جلسہ کو شروع کرتے ہیں ہم دعائیں کرتے ہوئے اس جلسہ کے ایّام کو گزارتے ہیں اور دعاؤں پر اس جلسہ کو ختم کرتے ہیں کچھ دعائیں ہیں جو مَیں شروع میں کروا دیا کرتا ہوں سب سے بڑی اور اہم دعا... یہ ہے کہ ہم بنی نوع انسان کے لئے دعا کریں۔ بھٹک گیا انسان۔ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کریم سے دور چلا گیا انسان۔ اسے بھول چکا انسان جس غرض کے لئے جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا وہ مقصد بھی اسے یاد نہیں رہا۔ دعائیں کریں کہ انسان جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا تھا اس مقصد کو سمجھنے لگے‘‘۔ (جلسہ سالانہ 1979ء، خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 368)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’ایک اہم بات جس کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور پھر اس کو زیادہ شدت کے ساتھ یاد دلانے کی ضرورت ہے وہ جلسے کے ایام میں نماز باجماعت کا قیام ہے۔ آنے والے مہمان بھی یکساں اس سے مخاطب ہیں اور یہاں خدمت کرنے والے بھی یکساں اس میں مخاطب ہیں۔ جلسے کے ہنگامے کی وجہ سے غیرشعوری طور پر بعض دفعہ خدمت کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ خدمت تو ہم کر ہی رہے ہیں، نمازیں بھی ہوجائیں گی گویا نمازیں ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں اور خدمت اوّلیت اختیار کر جاتی ہے۔ یہ وہ رُجحان ہے جسے شدّت سے توڑنے کی ضرورت ہے۔ نمازیں اوّل ہی رہتی ہیں سوائے اس کے کہ خدمت کے ایسے ہنگامے میں آئیں کہ فوری طور پر اس وقت ادا نہ کی جاسکیں‘‘۔

(خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 498)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’یہ جلسہ بھی نصیحت کرنے، یاددہانی کروانے کے لئے منعقد کیا جاتا ہے یا یہ جلسے دنیا میں ہر جگہ منعقد کئے جاتے ہیں۔ یہ بتانے کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں کہ اس زمانے کے امام کی بیعت میں آکر پھر اپنے عہد کو یاد کرو، اپنے عہدِ بیعت کو یاد کرو۔ اگر دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے کچھ کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں تو اب نئے سرے سے نصائح سن کر علمی اور تربیتی وعظ و نصائح اور تقاریر سن کر پھر اپنی دینی حالتوں کی طرف توجہ کرو۔ اکٹھے مل بیٹھ کر ایک دوسرے کی نیکیاں جذب کرنے کی کوشش کرو اور برائیوں کو دُور کرو۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسے کے دوران اپنی ذاتی باتوں کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ تمام پروگرام، جتنے بھی ہیں، ان کو سننے کے دَوران بھی اور ان کے بعد بھی زیادہ تر وقت دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں گزارنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ یہ سوچ کر شامل ہونا چاہئے کہ ہم اس روحانی ماحول میں دو تین دن گزار کر اپنے عہدِ بیعت کی تجدید کر رہے ہیں‘‘۔

(خطباتِ مسرور۔ جلد 10 صفحہ 305)

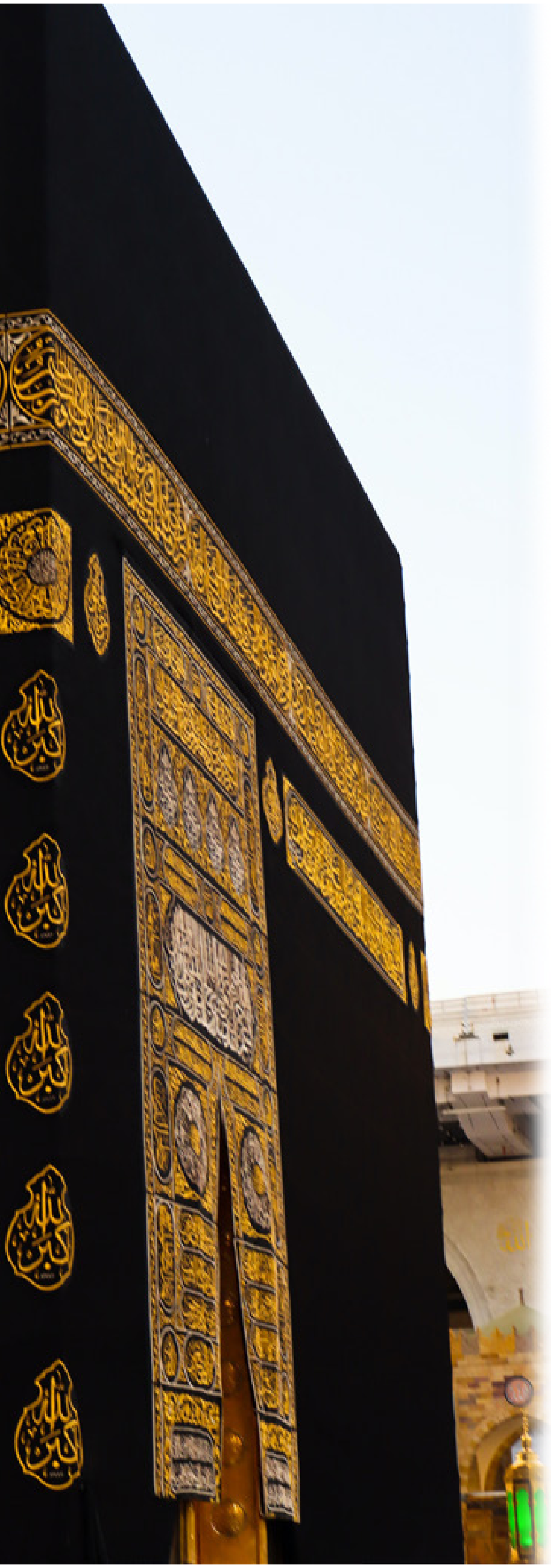

اُسی کو پا کے سب کچھ ہم نے پایا

خدا سے چاہیئے ہے لَو لگانی
کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی
وہی ہے راحت و آرام دل کا
اسی سے روح کو ہے شادمانی
وہی ہے چارۂ آلامِ ظاہر
وہی تسکین دہِ دردِ نہانی
سِپَر بنتا ہے وہ ہر ناتواں کی
وہی کرتا ہے اس کی پاسبانی
بچاتا ہے ہر اک آفت سے ان کو
ٹلاتا ہے بلائے ناگہانی
جسے اس پاک سے رشتہ نہیں ہے
زمینی ہے، نہیں وہ آسمانی
اُسی کو پا کے سب کچھ ہم نے پایا
کھلا ہے ہم پہ یہ رازِ نہانی
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَوْفَی الْاَمَانِی

(کلام محمودؓ، ''آمین صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

ذکرِ الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ خطبہ جمعہ 6؍ جولائی 2012ء کا متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ! آج جماعت احمدیہ کینیڈا کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ یہ جلسے ایک احمدی کے لئے برکات کا موجب بنتے ہیں اور بننے چاہئیں کیونکہ ایک خاص ماحول میں اور صرف دینی اغراض کے لئے جمع ہونا، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہونا، اُس کی رضا کے حصول کے لئے جمع ہونا یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑا کھول کر بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے منعقدہ مجالس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بناتی ہیں، اُس کی جنّتوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! جنّت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔ جب صحابہ نے اس بارے میں وضاحت چاہی کہ جنّت کے باغ کیا ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ذکر کی مجالس جنّت کے باغ ہیں۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب 86 حدیث 3510)

پس جن مجلسوں سے جنّت کے باغوں کے راستے ملیں وہ یقیناً برکتوں والی مجالس ہوتی ہیں۔ اور ہمارے جلسوں کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبّت میں بڑھنے کی باتیں سنیں، دعاؤں اور عبادات کی طرف توجہ ہو اور اس کے حصول کے طریقے بھی سیکھیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا کریں۔ اور پھر یہ نیکیوں کی طرف توجہ، حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ خداتعالیٰ کا شکرگزار بناتے ہوئے ہماری زبانوں کو اُس کے ذکر سے تَر کرتے ہوئے جنّت کے باغوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے بلکہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے جس کا حق ادا کیا جا رہا ہو، وہ جب دیکھتا ہے کہ ادائیگی حقوق کی توجہ اس مجلس کی وجہ سے ہو رہی ہے تو جس کا حق ادا کیا جا رہا ہو، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کرتا ہے اور یہی مومنین کی مجالس اور آپس کے تعلقات اور خداتعالیٰ کی شکر کی ادائیگی کا حال ہونا چاہئے۔

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس روح کے ساتھ یہاں آتے ہیں، اس کے مطابق عمل کرتے ہیں اور نتیجتاً نہ صرف اپنے لئے جنّت کے باغوں کے دروازے کھولتے ہیں بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی کی وجہ سے دوسروں کے لئے بھی جنّت کے باغوں میں چَرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور پھر مزید برکتوں کے سامان ہوتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والا ایک مومن بنتا ہے کیونکہ دوسروں کو نیکی کا راستہ دکھانے والا یا کسی پر نیکی کرکے اُسے اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کی طرف توجہ دلانے والا بھی اُسی قدر نیکی کے ثواب کا مستحق بن جاتا ہے جتنا نیکی کرنے والا۔ گویا ایک نیکی نیک نتائج کی وجہ سے کئی گنا نیکیوں کا ثواب دلوا کر پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بناتی چلی جاتی ہے۔

پس یہ ہے ہمارا پیارا خدا جو نیکیوں کو سینکڑوں گنا، ہزاروں گنا پھل لگاتا ہے اور اپنے بندے کی معمولی کوشش کو بھی اس قدر بڑھا دیتا ہے کہ جو انسانی تصور سے بھی

دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔ ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خداتعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جس کے لئے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کردے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو''۔

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

پس یہ الفاظ آپ کے دلی درد کا ایسا اظہار ہے جو دل کو ہلا دیتا ہے۔ رونگٹے کھڑے کرنے والا ہے، توبہ اور

رکوع وسجود وقیام نہ ہو''۔ فرمایا ''دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ کہ اس کے لیے اپنے وجود سے دست بردار ہو''۔

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سے، اپنے ماننے والوں سے، اپنی جماعت سے یہ خواہش ہے کہ تقویٰ کا مقام حاصل ہو اور اس کے لئے بڑے درد سے آپ نے یہ دعا فرمائی۔ اللہ کرے ہم اس مقام کو حاصل کرنے والے بنیں۔ ہمارے دنیا کے دھندوں میں بہت زیادہ پڑ جانے اور تقویٰ سے دور ہونے کی وجہ

دعا یہی ہے کہ خداتعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے اُن کے دل اپنی طرف پھیر دے

باہر ہے۔ پس اس پیارے خدا کے پیار کی تلاش ہر ایک کو کرنی چاہئے۔ اور جیسا کہ مَیں اکثر کہتا رہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسوں کا انعقاد کر کے ہمارے لئے برکات کے راستے کھولے ہیں، جنّت کے باغوں کی سیر کے لئے ایک وسیع اور بہترین انتظام فرما دیا ہے۔ پس خوش قسمت ہوں گے ہم میں سے وہ جو اس مجلس اور اس ماحول سے فائدہ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والے بن جائیں۔ پس اس رضا کے حصول کے لئے جلسے میں شامل ہونے والے ہر مرد، عورت، جوان، بوڑھے اور بچے کو کوشش کرنی چاہئے۔

استغفار کی طرف مائل کرنے والا ہے۔ اور حقیقی رنگ میں خداتعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کا طلبگار بنانے والا ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والا ہے۔ پس ان دنوں میں ہم میں سے ہر ایک کو توبہ اور استغفار، دُرود اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف ہمارے ایمانوں کو سلامت رکھے بلکہ ایمان وایقان اور تقویٰ میں ترقی کرنے والا بناتا چلا جائے۔ ہمارے استغفار خالص استغفار بن جائیں۔ ہماری نمازیں اور عبادتیں حقیقی نمازیں

سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انقلابی مشن میں روک پیدا کرنے والے نہ بن جائیں۔ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی کرنے والے نہ بن جائیں۔ ہم آپ کی روح کے لئے تکلیف کا باعث نہ بن جائیں۔ پس اس جلسے کی برکات سے بھرپور فائدہ اُٹھانے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہشات اور دعاؤں کا وارث بننے کے لئے ہر احمدی کو ایک نئے عزم کے ساتھ یہ عہد کرنا چاہئے اور اس کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنے معیارِ تقویٰ کو بڑھاتے چلے جانے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔

ان دنوں میں ہم میں سے ہر ایک کو توبہ اور استغفار، دُرود اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے

افرادِ جماعت کو یہ مقام حاصل کرنے والا بنانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں کتنا درد تھا اور آپ کس تڑپ کے ساتھ اس کے لئے دعا کرتے تھے، اس کا اندازہ آپؑ کے ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ فرمایا:

''دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دَم زندگی ہے کئے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خداتعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے اُن کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے اُن کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری

اور عبادتیں بن جائیں۔ ہماری حقوق العباد کی ادائیگی خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو بھی ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے''۔ یونہی جھوٹی خواہش ہے کہ ہم بڑے سجدے کر رہے ہیں اور ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کرلے۔ فرمایا: ''جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتی ہے، ایسا ہی جسمانی رکوع وسجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا

تقویٰ کے راستوں کی تلاش کے لئے قرآنِ کریم نے جو ہمیں تعلیم دی ہے اور ایک حقیقی مومن کا جو معیار بیان فرمایا ہے اُس کی تلاش کر کے اور اُس پر عمل کر کے ہی ہم یہ معیار حاصل کرسکتے ہیں جس کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہے۔ قرآنِ کریم میں تقویٰ پر چلنے کے بارے میں مختلف حوالوں سے، مختلف نہج سے بے شمار جگہ ذکر ہے جن میں سے بعض کا میں یہاں ذکر کروں گا تا کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ (النحل:3) میرے

سوا کوئی معبود نہیں، پس میرا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کا مطلب ہے بچاؤ کے لئے ڈھال کے پیچھے آنا، گناہوں سے بچاؤ کے سامان کرنا، مشکلات سے بچنے کے سامان کرنا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عبادت اگر اُس کا حق ادا کرتے ہوئے کرو گے تو یہی تقویٰ ہے جو تمہاری ہر طرح سے حفاظت کرے گا، تمہیں گناہوں سے بچائے گا، تمہیں مشکلات سے نکالے گا۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت جب اُس کے حق کے ساتھ کی جائے تو یہ وہ مقام ہے جہاں خداتعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا ہوتی ہے لیکن یہ خوف اُس پیار کی وجہ سے ہے جو ایک حقیقی عابد اور ایک حقیقی مؤمن کو خداتعالیٰ سے ہے اور اس کو دوسرے لفظوں میں تقویٰ کہتے ہیں۔ پس ان عبادتوں کا حق ادا کرنے کی کوشش ایک حقیقی احمدی کو کرنی چاہئے تاکہ تقویٰ پر چلنے والا اور خداتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا کہلا سکے اور یہی انسانی پیدائش کا بہت بڑا مقصد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57) اور مَیں نے جِنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اگرچہ مختلف الطبائع انسان اپنی کوتاہ فہمی یا پست ہمتی سے مختلف طور کے مدّعا اپنی زندگی کے لئے ٹھہراتے ہیں‘‘۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل بلکہ ہمیشہ سے ہی یہ اصول رہا ہے کہ انسان اپنی زندگی کے مقصد خود بناتا ہے یا سمجھتا ہے کہ میں نے یہ مقصد بنائے ہیں اور یہی میری کامیابی کا راز ہیں۔ اور اُس اصل مقصد کو بھول جاتا ہے جو خداتعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا انسان کو بتایا ہے۔ فرماتے ہیں ’’پست ہمتی سے مختلف طور کے مدّعا اپنی زندگی کے لئے ٹھہراتے ہیں۔ اور فقط دنیا کے مقاصد اور آرزوؤں تک چل کر آگے ٹھہر جاتے ہیں۔ مگر وہ مدّعا جو خدائے تعالیٰ اپنے پاک کلام میں بیان فرماتا ہے، یہ ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57) یعنی مَیں نے جنّ اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رُو سے اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خداتعالیٰ کی پرستش اور خداتعالیٰ کی معرفت اور خداتعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414)

اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خداتعالیٰ کی پرستش اور خداتعالیٰ کی معرفت اور خداتعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے، اُس نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے، خواہ کوئی انسان اس مدّعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خداتعالیٰ کی معرفت اور خداتعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔

پس یہ وہ مقام اور معیار ہے جسے ہر احمدی نے حاصل کرنا ہے اور کرنا چاہئے، اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ انسان خود جتنا چاہے اپنا مقصد بنا لے اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرے، اُس کی زندگی بے معنی ہے۔ آجکل اپنے سکون کے لئے انہی اغراض کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں اور خاص طور پر مغربی ممالک میں تو بے شمار طریقے ایجاد کرنے کی انسان نے کوشش کی جن کا ماحصل صرف بے حیائی ہے۔ انسانی قدریں بھی اس قدر گر گئی ہیں کہ انسان ہر قسم کے ننگ اور بیہودگی کو لوگوں کے سامنے کرتا ہے بلکہ ٹی وی پر دکھانے پر بھی کوئی عار نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ بعض حرکات جانوروں سے بھی بدتر ہیں اور اسی کو فن اور سکون کا نام دیا جاتا ہے۔ انہی کی حالت کا اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یوں نقشہ بھی کھینچا ہے۔ فرمایا وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف:180)

اور یقیناً ہم نے جنّوں اور انسانوں میں سے ایک بڑی تعداد کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے، اُن کے دل تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سمجھتے نہیں، یعنی روحانی باتیں سمجھنے کے قائل ہی نہیں، اُن کی آنکھیں تو ہیں مگر اُن کے ذریعہ سے وہ دیکھتے نہیں، اُن کے کان تو ہیں مگر ان کے ذریعے سے وہ سنتے نہیں، نہ ان کے دلوں میں روحانیت بیٹھتی ہے، نہ اُن کے کان روحانیت کی باتیں، دینی باتیں سننے کے قائل ہیں نہ نیک چیزیں اور وہ چیزیں دیکھنے کی طرف توجہ دیتے ہیں جس کی طرف خداتعالیٰ نے دیکھنے کا کہا ہے اور نہ اُن سے دیکھنے سے رُکتے ہیں جن سے خداتعالیٰ نے رکنے کا کہا ہے۔ گویا مکمل طور پر دنیاوی خواہشات نے اُن پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ فرمایا کہ وہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر، اور بھٹکے ہوئے ہیں، یہی لوگ ہیں جو غافل ہیں۔ پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (الفرقان:44)

انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدّعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے

کیا تُو نے اُسے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو ہی اپنا معبود بنا لیا۔ یہ لوگ صرف اپنی خواہشات کی ہی عبادت کرنے والے ہیں۔ پھر فرماتا ہے۔ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ۔ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان:45)

کیا تو گمان کرتا ہے کہ ان میں سے اکثر سنتے ہیں یا عقل رکھتے ہیں، ان میں سے اکثر جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ بدتر۔

ان آیات میں ان لوگوں کا نقشہ ہے جو اپنے مقصد پیدائش کو نہیں سمجھتے اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل

پڑے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے پیدا کر کے پھر اُس پیدائش کا مقصد بتایا ہے، اُسے تو بھول گئے ہیں اور اپنے مقاصد خود تلاش کر رہے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ جانوروں کے تو اعمال کا حساب نہیں ہے، ان بھٹکے ہوؤں کے اعمال کا حساب جو ہے یقیناً انہیں جہنم میں لے جائے گا۔

یہاں یہ بات واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ کہا کہ ہم نے بڑی تعداد کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے تو اس سے غلط فہمی نہ ہو کہ خدانخواستہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اختلاف ہے۔ ایک طرف تو کہہ رہا ہے کہ مَیں نے جنّوں اور

کھلے عام مہیا ہو جاتی ہیں، اُنہیں دیکھ کر یہ لوگ، ایسی حرکتیں کرنے والے جانوروں سے بھی بدتر ہو گئے ہیں۔ اور مَیں افسوس کے ساتھ کہوں گا، بعض شکایتیں مجھے بھی آجاتی ہیں کہ ہمارے احمدی نوجوان بلکہ درمیانی عمر کے لوگ بھی اس قسم کی لغو یا اس سے ذرا کم لغو فلمیں دیکھنے کے شوق میں مبتلا ہیں اور اسی وجہ سے بعض گھر بھی ٹوٹ رہے ہیں۔

پس ہر ایک کو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ ایسے بھٹکے ہوئے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی واضح فرمایا ہے کہ اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو ان لغویات اور ذاتی خواہشات کو

انہوں نے خود ہی بنا لیا ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے وہ جہنم نہیں بنا کر دیا بلکہ جہنم انہوں نے خود بنا لیا ہے۔ ’’ان کو جنّت کی طرف بلایا جاتا ہے‘‘۔ فرماتے ہیں: ’’اُن کو جنّت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ پاک دل پاکیزگی سے باتیں سنتا ہے اور ناپاک خیال انسان اپنی کورانہ عقل پر عمل کر لیتا ہے‘‘۔ بلایا جاتا ہے اُن کو جنّت کی طرف لیکن وہ سنتے نہیں۔ جو پاک دل ہیں اُن پر تو پاکیزہ باتوں کا اثر ہوتا ہے لیکن جو اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ اس دنیا کی روشنی سے فائدہ اُٹھانا چاہئے وہ اپنی عقل پر انحصار کرتے ہیں۔ اُن کا نتیجہ پھر جہنّم ہوتا ہے۔ فرمایا ایسے لوگوں کے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی واضح فرمایا ہے کہ اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو ان لغویات اور ذاتی خواہشات کو چھوڑو ورنہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ

انسانوں کو عبادت کے لئے بنایا دوسری طرف فرماتا ہے کہ جہنّم کے لئے پیدا کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود خداتعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے سامانوں کے، باوجود اس کے کہ خداتعالیٰ کی رحمت وسیع تر ہے اکثریت اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اپنی دنیا و آخرت کے سنوارنے کے سامان نہیں کرتی اور اس کی بجائے اپنی خواہشات کی پیروی کر کے جہنم کے راستوں کی طرف چل رہی ہے۔

اہل لغت اس کی وضاحت اس طرح بھی کرتے ہیں کہ جہنم کے لفظ سے پہلے لام کا اضافہ ہوا ہے ’’لِجَھَنَّم‘‘

چھوڑو ورنہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ایسے لوگ عموماً جلسوں پر تو نہیں آتے، جماعت سے بھی بڑے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں، دور ہوئے ہوتے ہیں لیکن اگر آئیں یا اُن کے کان میں یہ باتیں پڑ جائیں، یا اُن کے عزیز اُن تک پہنچا دیں تو ایسے لوگوں کو اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ یا پھر اس سے پہلے کہ نظامِ جماعت کوئی قدم اُٹھائے خود ہی جماعت سے علیحدہ ہو جائیں۔ اسی طرح نوجوانوں کو بھی جو نوجوانی میں قدم رکھتے ہیں، اچھے اور بُرے کی صحیح طرح تمیز نہیں ہوتی۔ گھر والوں نے بھی نہیں بتایا ہوتا۔ جماعت کے نظام سے بھی اتنا زیادہ منسلک نہیں ہوتے،

لئے ’’پس آخرت کا جہنّم بھی ہو گا اور دنیا کے جہنم سے بھی مخلصی اور رہائی نہ ہو گی کیونکہ دنیا کا جہنّم تو اُس جہنم کے لئے بطور دلیل اور ثبوت کے ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 372۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایسے لوگوں کو پھر بعض بیماریوں کی وجہ سے، بعض اور چیزوں کی وجہ سے اس دنیا میں بھی ایک جہنم نظر آتی ہے۔ پھر دنیاوی جہنّم کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہر دولت یا حکومت، مال و عزّت، اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت

پاک دل پاکیزگی سے باتیں سنتا ہے اور ناپاک خیال انسان اپنی کورانہ عقل پر عمل کر لیتا ہے

استعمال ہوا ہے۔ یہ اضافہ اُن کے انجام کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ مقصد کی طرف۔ (تفسیر البحر المحیط جلد 4 صفحہ 425 تفسیر سورۃ الاعراف زیر آیت 180 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2010ء)

پس اپنے بدانجام کو انسان خداتعالیٰ سے دوری اختیار کر کے، اُس کی عبادت کا حق ادا نہ کر کے پہنچتا ہے، اُس کے حکموں پر عمل نہ کر کے پہنچتا ہے۔ آج کل جیسا کہ مَیں نے کہا، اپنی بیہودہ خواہشات نے انسان کا یہ انجام بنا دیا ہے کہ انسان جانوروں سے بھی بدتر حرکتیں کرنے لگ گیا ہے اور کھلے عام بیہودہ حرکتیں ہوتی ہیں۔ گندی اور ننگی حرکات دیکھی جاتی ہیں، کی جاتی ہیں۔ پورنوگرافی کی ویڈیو اور فلمیں

اُن کو بھی میں کہوں گا کہ بیہودہ چیزیں دیکھنا، فلمیں دیکھنا وغیرہ یہ بھی ایک قسم کا ایک نشہ ہے۔ اس لئے اپنی دوستی ایسے لوگوں سے نہ رکھیں جو ان بیہودگیوں میں مبتلا ہیں کیونکہ یہ آپ پر بھی اثر ڈالیں گی۔ ایک مرتبہ بھی اگر کسی بھی قسم کی غلاظت میں پڑ گئے تو پھر نکلنا مشکل ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آیات کی وضاحت میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خداتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جہنّم کے لئے اکثر انسانوں، جنّوں کو پیدا کیا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جہنّم

یا اطمینان، سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دمِ نقد بہشت ہی ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ اطمینان اور وہ تسلّی اور وہ تسکین جو بہشت کے انعامات میں سے ہے ان باتوں سے نہیں ملتی۔ وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے‘‘۔ فرمایا: ’’لذّاتِ دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی‘‘۔ جس کو پانی پینے کا مرض ہوتا ہے اُس مریض کی طرح، اُس کی پیاس نہیں بجھتی۔ ’’یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اس جہنم کی آگ

کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطاں و پیچاں رکھتی ہے۔ اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے''۔ فرمایا: ''اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے''۔ یعنی ان باتوں کا خیال رکھیں جو آپ فرماتے ہیں: ''... پس یہ آگ جو انسانی دل کو جلا کر کباب کر دیتی ہے اور ایک جلے ہوئے کوئلے سے بھی سیاہ اور تاریک بنا دیتی ہے، یہ وہی غیر اللہ کی محبت ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 371۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ایک حقیقی مومن کو، تقویٰ پر چلنے والے اور تقویٰ کی تلاش کرنے والے کو اپنے ہر عمل کو خالصتاً للہ کرنا ہوگا۔ دل میں سے خواہشات اور نام نہاد تسکین کے دنیاوی بتوں کو نکال کر باہر پھینکنا ہوگا تبھی ایک مومن حقیقی مومن بن سکتا ہے۔ پس ان دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اصلاح کا جو موقع میسر فرمایا ہے اس میں ہر ایک کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ضروری نہیں ہے کہ انتہائی برائیوں میں ہی انسان مبتلا ہو، چھوٹی چھوٹی برائیوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ چھوٹی برائیاں ہی بعض دفعہ تقویٰ سے دور لے جاتی ہیں اور برائیوں میں مبتلا کرتی چلی جاتی ہیں۔ ذکرِ الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں، استغفار اور درود سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔ اپنے دلوں کو غیر اللہ کی محبت سے پاک کریں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں کہ یہ شکر گزاری پھر خدا تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس ملک میں آکر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دنیاوی لحاظ سے جو دروازے کھلے ہیں اُنہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے حصول کا ذریعہ بنائیں نہ کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تمہارا تقویٰ تمہارے لئے عزت کا مقام ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا پیسہ، تمہاری دولت تمہارے لئے عزت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:14) کہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ ہم اکثر سنتے ہیں، اکثر ہماری تقریروں میں ذکر کیا جاتا ہے، مقررین اس کا ذکر کرتے ہیں لیکن جس طرح اُس پر عمل ہونا چاہئے وہ عمل نہیں ہوتا۔ اگر صحیح طرح عمل ہو تو بہت سارے مسائل، بہت ساری جھگڑے جو جماعت کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں وہ خود بخود حل ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (الحجرات:14) یعنی جس قدر کوئی تقویٰ کی دقیق راہیں اختیار کرے اُسی قدر خدا تعالیٰ کے نزدیک اُس کا زیادہ مرتبہ ہوتا ہے۔ پس بلاشبہ یہ نہایت اعلیٰ مرتبہ تقویٰ کا ہے کہ قبل از خطرات، خطرات سے محفوظ رہنے کی تدبیر بطور حفظِ ماتقدّم کی جائے''۔

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 446)

خطرہ آنے سے پہلے ہی خطرات سے بچنے کا طریقہ کیا جائے۔ پھر فرمایا۔ ''مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے''۔ (تحفہ سالانہ یا رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 50)

پھر آپ فرماتے ہیں ''دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرّم وہی ہے جو متقی ہے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 135۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے فرمایا کہ ''نجات نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے'' اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا ہے ''اور اس کو اعمالِ صالحہ اور آنحضرت ﷺ کا کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 445۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی خدا تعالیٰ کا فضل جو ہے اس کو اعمالِ صالحہ، آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی اور اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔ پھر ایک جگہ آپ نے بڑی سختی سے تنبیہ فرمائی ہے اور الفاظ بڑے سخت ہیں۔ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرّم ہے جو متقی ہے۔ اب جو جماعت اتقیاء ہے خدا اُس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کرے گا۔ یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہیں ہو سکتے کہ متقی بھی وہیں رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہیں۔ ضرور ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے۔ اور چونکہ اس کا علم خدا کو ہے کہ کون اُس کے نزدیک متقی ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 177۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ تمام ارشادات جو مَیں نے پڑھے ہیں ایک حقیقی احمدی کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہیں۔ آپ نے فرمایا خطرات سے پہلے اُن خطرات سے بچنے کی کوشش کرو اور خطرات سے بچنا یہی ہے کہ اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے تاکہ پھر انسان نجات یافتوں کی فہرست میں بھی شامل ہو جائے۔ اس فہرست میں شامل ہونے کے تین طریقے آپ علیہ السلام نے بتائے ہیں۔ ایک یہ کہ نیک اعمال بجا لاؤ۔ نیک اعمال کی وضاحت یہی ہے کہ ہر قدم جو ہے وہ نیکیوں کے حصول کے لئے ہو۔ اور پھر ان نیک اعمال کی نشاندہی جو آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ سے ہو سکتی ہے اُس کو دیکھو، وہاں سے ملے گی۔ اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا کہ آپ کے اخلاق قرآن کریم ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144 مسند عائشہؓ حدیث 25108 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

پس قرآنِ کریم کی طرف توجہ کرنی ہوگی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی کرو تو پھر حاصل ہوگا۔ پھر اپنے اعمال اور سنّتِ نبوی پر چلنے کے عمل کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اور دعاؤں سے مزید خوبصورت بناؤ۔ فرمایا یہی جماعت ہے جس کے مقدر میں کامیابی مقدر ہے۔ یہی تقویٰ پر چلنے والے لوگ ہیں جنہوں نے دنیا پر غالب آنا ہے۔

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو اس اصل کو سمجھ جائیں، اس بات کو سمجھ جائیں، اس بنیادی چیز کو سمجھ جائیں

اور اپنی ترجیحات دنیاوی دولت کو نہ سمجھیں بلکہ خداتعالیٰ کی رضا کے حصول اور تقویٰ کے لئے کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد اس کے لئے کوشش کرتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں جس کا اظہار افرادِ جماعت کے رویّوں اور قربانیوں سے ہوتا ہے۔ لیکن ابھی بہت کچھ اس میدان میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ خداتعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس اہم بات کو سمجھنے والے ہوں۔ تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں کو گزارنے والے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک متّقی سے جو وعدے فرمائے ہیں، اُن سے حصہ پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے وعدوں کے ساتھ متّقیوں سے یہ وعدہ بھی فرمایا ہے کہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ کہ انجام متّقیوں کا ہی ہے، یعنی کامیابی اور اچھا انجام متّقیوں کا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متّقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (الاعراف:129) اس لئے متّقی بننے کی فکر کرو''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 212۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ماحول جو جلسے کا ہمیں مل رہا ہے اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی برائیوں پر نظر رکھتے ہوئے ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر قسم کی نیکیوں کو اختیار کرنے کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہئے تا کہ ہم اُس انجام کو حاصل کرنے والے ہوں جو ہمیں کامیابی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنا دے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے صرف انفرادی انجام پر ہی بس نہیں کی بلکہ افرادِ جماعت کی جتنی بڑی تعداد ایک کوشش کے ساتھ نیکیوں کو اختیار کرنے اور تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرے گی من حیث الجماعت بھی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش میں اضافہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور وہ وعدے جو خداتعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے ہیں اُنہیں اپنی زندگیوں میں ہم پورا ہوتا دیکھیں گے۔ یقیناً یہ خداتعالیٰ کا وعدہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی یہ وعدہ ہے جیسا کہ اپنی سنت کے مطابق خداتعالیٰ تمام انبیاء سے وعدہ فرماتا ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22) اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ پس غلبۂ احمدیت اور غلبۂ اسلام تو ہونا ہی ہے لیکن اگر ہم تقویٰ پر ترقی کرنے والے ہوئے تو ہم اپنی زندگیوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان ترقیات اور غلبہ کو دیکھنے والے ہوں گے۔ یہ انجام جو جماعت کا مقدر ہے اس کی شان ان شاء اللہ ہم خود دیکھیں گے۔

پس اس شان کو دیکھنے کے لئے، اس غلبے کو دیکھنے کے لئے اپنے تقویٰ کو، تقویٰ کے معیار کو بلند تر کرتے چلے جانے کی کوشش ہر احمدی کو کرتے رہنا چاہئے۔

جماعتی ترقی اور انجام کے بارے میں اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حکم خواتیم پر ہے''۔ یعنی جو انجام ہے۔ ''خداتعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (الاعراف:129)''۔ فرمایا کہ ''سنّت اللہ اسی طور پر جاری ہے کہ صادق لوگ اپنے انجام سے شناخت کئے جاتے ہیں''۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''اوائل میں نبیوں پر ایسے سخت زلازل آئے کہ مدّتوں تک کوئی صورت کامیابی کی دکھلائی نہ دی اور پھر انجام کار نسیم نصرتِ الٰہی کا چلنا شروع ہوا''۔ اپنی جماعت کی ترقی کے بارے میں آپ نے اس انجام اور الٰہی بشارتوں کا ذکر اس طرح فرمایا ہے، فرماتے ہیں: ''مواعید صادقہ حضرت احدیت سے بشارتیں پاتا ہوں''۔ یعنی کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچے وعدوں کی خوشخبریاں پا رہا ہوں۔ ''تو میرا غم و درد بالکل دور ہو جاتا ہے اور اس بات پر تازہ ایمان آتا ہے''۔ (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 63-62 مکتوب بنام حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

یعنی جماعت کی ترقی کے انجام پر آپ کو خبریں اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو فرماتے ہیں میرا ایمان تازہ ہوتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ''مجھے تو خوشبو آتی ہے کہ آخر کار فتح ہماری ہے''، (ان شاء اللہ)۔

(البدر جلد 1 نمبر 3 مؤرخہ 14 نومبر 1902ء صفحہ 20)

پس یہ ترقی اور فتح تو جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ ہمیں اس ترقی کا حصہ بننے کے لئے اپنے تقویٰ کے معیار اونچے کرنے کی ضرورت ہے۔ ان جلسے کے دنوں میں اور پھر ان شاء اللہ کچھ دنوں بعد رمضان بھی شروع ہو رہا ہے، اس سے بھی بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیار ہر احمدی کو بلند تر کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر ایک کو جلسے کے ان دنوں سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ تمام برکات ہم میں سے ہر ایک سمیٹنے والا ہو جو اس جلسے سے وابستہ ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن دعاؤں کے وارث بنیں جو آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں اور جو آپ نے اپنی جماعت کے افراد کے لئے کیں۔ بعض انتظامی باتیں بھی ہیں۔ جلسے کے تمام پروگراموں کو خاموشی سے تمام لوگوں کو سننا چاہئے اور حاضری بھی صحیح رہنی چاہئے اور جو بھی علمی، روحانی، تربیتی مضامین ہوں، اُنہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

پھر انتظامی لحاظ سے ہی یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہر لحاظ سے، ہر شامل ہونے والے کو جو یہاں انتظامیہ ہے، اُس سے تعاون کرنا چاہئے۔ اور انتظامیہ کو بھی، ڈیوٹی دینے والوں کو بھی اپنی مہمان نوازی کا پورا پورا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح ڈیوٹی دینے والے بھی اور ہر شامل ہونے والا بھی اپنے ماحول پر بھی نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جلسے کو بابرکت فرمائے۔

(خطبات مسرور جلد دہم صفحہ 405، خطبہ جمعہ 6 جولائی 2012ء)

زَہے قسمت پلٹ آیا وصالِ یار کا موسم

(مکرم آصف محمود باسط صاحب)

جلسہ سالانہ یوکے کی آمد آمد ہے۔ مساجد اور جماعتی عمارتوں میں جلسے کی رونقیں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں اور دور دیسوں سے آنے والے چہرے جماعتی منظر نامے پر محبّتوں اور عقیدتوں کے رنگ بکھیر رہے ہیں۔

میرا سالہا سال کا تجربہ ہے کہ جلسہ سالانہ کے قریب آنے کے ہفتوں اور دنوں میں حضرت صاحب کے چہرۂ مبارک پر آپ کی دلی مسرت کھِلتی نظر آتی ہے۔

اس مرتبہ تو یہ خوشی مَیں نے مہینوں پہلے سے بارہا مشاہدہ کی۔ اس سال کتنے ہزار لوگوں کے شامل ہونے کی توقع ہے۔ کہاں کہاں سے آرہے ہیں۔ انتظامات میں کیا کچھ ردّوبدل اور بہتری کی صورت ہے۔ یہ اور ایسی بہت سی باتیں کرتے ہوئے محبّت کے کئی رنگ چہرۂ مبارک پر لہراتے ہوئے دیکھے۔ آخر اتنے سالوں کے بعد جلسہ، جلسے کی طرح جو ہو رہا ہے۔ لاکھوں محبّتوں کا امین، دور دراز سے آنے والے اپنے پیاروں کا منتظر محسوس ہوا۔

ایسی ہی ایک انمول گھڑی میں فرمایا: ’’تمہارے شعبے کا خیمہ لگ گیا ہے؟‘‘

عرض کی کہ آج کل میں لگنا تھا۔ کل جاکر دیکھوں گا۔

فرمایا ’’آج تو سارا دن بارش ہوتی رہی۔ کل بھی کچھ بارش ہے۔ لیکن کام مسلسل چل رہا ہے۔ اگلے چند دن موسم ٹھیک ہے۔ دیکھتے ہیں جلسے کے دنوں میں موسم کیسا رہتا ہے‘‘۔

عرض کی کہ شکر ہے گرمی کا زور بھی کچھ ٹوٹ گیا ہے۔

فرمایا: ’’یہاں گرمی کا زور ٹوٹا ہے۔ ربوہ میں تو چالیس بیالیس چل رہا ہے۔ یہاں پر رہنے والے اَوروں کا تو پتہ نہیں دیکھتے ہیں یا نہیں۔ مَیں تو ہمیشہ ربوہ کا موسم بھی دیکھتا ہوں‘‘۔

اس سے پہلے کہ آگے کچھ بھی عرض کروں۔ ربوہ اور پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو مبارکباد پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جلسے میں شمولیت انگلستان حاضری کی تو محتاج نہیں۔ جس کی محبت میں ہزاروں کھنچے چلے آتے ہیں، اس کے دل میں آباد رہنے والوں سے زیادہ خوش قسمت کون ہوگا؟

سو آگے چلنے سے پہلے پاکستان کے احمدیوں کو اپنی طرف سے اور دنیا بھر کے احمدیوں کی طرف سے مبارکباد کہ ان کا تو جلسہ ہوگیا۔ عید ہوگئی۔ تمہارا محبوب تمہیں کس محبّت سے یاد رکھتا ہے۔ تمہارے شہر کے موسموں کو بھی۔ تمہارے ہر موسم کو، جو شدید سے شدید تر ہوتا جاتا ہے۔ کون کہتا ہے تمہاری قربانیاں رائیگاں گئیں؟ اللہ اکبر!

ایک روز شام کو حضور نے بذریعہ فون یاد فرمایا۔ ایک کام سپرد فرمایا تھا اس سے متعلق دریافت فرمایا۔ میرے

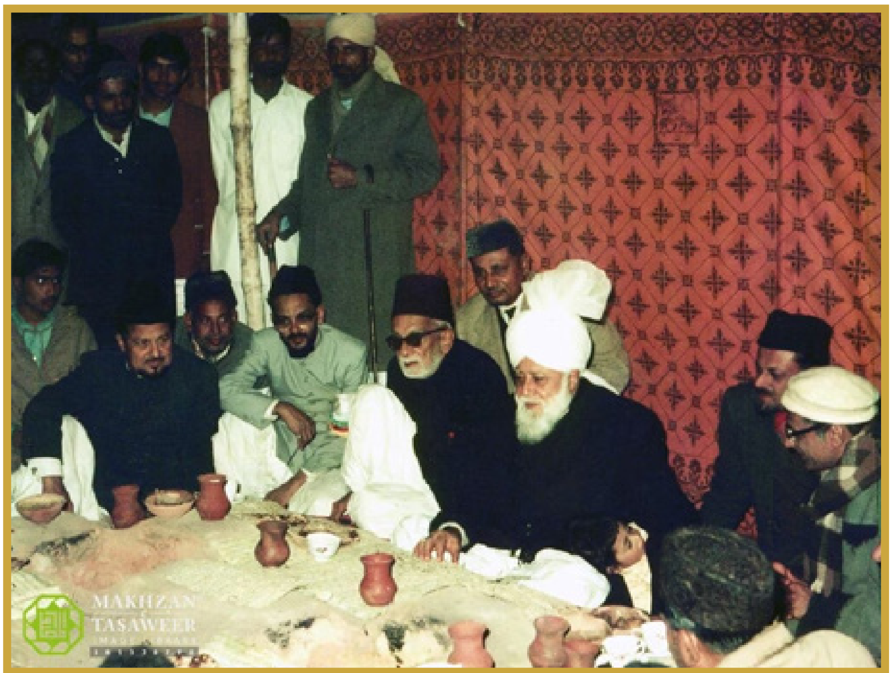

ربوہ میں جلسہ سالانہ کے بعد کارکنان جلسہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کھانے کے دوران

خیال میں کام ہو چکا تھا اور مَیں اپنی طرف سے تسلّی کر چکا تھا۔ مگر حضور نے ایک مقام کی نشاندہی فرمائی کہ وہاں پر وہ کام مکمل نہ ہوا تھا۔ اس پر جو نصیحت فرمائی وہ افادۂ عام کے لیے ضبطِ تحریر میں لانا ضروری سمجھتا ہوں۔

فرمایا: ''جب اپنے ماتحتوں کو کام دو تو بعد میں اچھی طرح تسلّی کیا کرو۔ کبھی اس خیال سے بیٹھ نہیں جانا چاہیے کہ مَیں نے کہہ دیا ہے اور ماتحت اسے کرنے کے پابند ہیں، اس لیے وہ کر ہی لیں گے۔ جب وہ کر لیں اور تمہیں بتادیں کہ کام ہو گیا ہے تو پھر تفصیل سے دیکھا کرو کہ ان کی رپورٹ درست ہے یا نہیں۔ ہوسکتا ہے انہیں مکمل لگ رہا ہو اور اپنی طرف سے وہ درست ہی کہہ رہے ہوں۔ مگر چونکہ ہدایت براہِ راست تمہیں ملی ہے، اس لیے تم ہی دیکھ سکتے ہو کہ ہدایت کے مطابق کام ہو گیا یا نہیں''۔

یہ ہدایت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا:

''کیا کر رہے تھے؟''

عرض کی کہ حضور دفتر میں تھا۔ فرمایا: ''اچھا؟ مَیں تو سمجھا کہ موسم اچھا ہے، تم کہو گے کہ گھر میں پکوڑے کھا رہا تھا اور چائے پی رہا تھا!''

عرض کی کہ حضور، ان دنوں تو جلسے کا زور چل رہا ہے۔ مزدور بنے ہوئے ہیں۔

فرمایا: یہاں رہنے والوں کو کیا پتہ مزدوری کیا ہوتی ہے۔ یہاں تو سہولتیں اور آسائشیں ہی بہت ہیں۔ مزدوریاں تو ربوہ کے جلسوں میں ہوتی تھیں۔ مجھے یاد ہے میری ڈیوٹی لنگر خانے میں روٹی پکوائی پر ہوتی تھی۔ ہر طرف تنور بھڑک رہے ہوتے تھے۔ ہمارے ایک نگران تھے، وہ اکثر ہمیں کام پر لگا کر خود یہاں وہاں چلے جایا کرتے۔ ہم پیچھے رہ کر کام کرتے رہتے۔ مگر اس زمانے میں افسر بھی کارکنوں پر گہری نظر رکھا کرتے۔ جو محنت کرتا اس کے کام کو سراہتے تھے۔

''ہر جلسے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جلسے کے اہلکاروں اور کارکنوں کے ساتھ ایک عشائیہ میں شرکت فرمایا کرتے۔ سب نیچے زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ حضور رحمہ اللہ بھی۔

''ایک مرتبہ جلسے کے بعد مجھے سَر درد کی شکایت ہوگئی۔ درد بہت شدید تھا اور مَیں گھر میں آرام کرنے کو لیٹا ہی تھا کہ گھر کا فون بجا۔ میر داؤد احمد صاحب تھے۔ وہ تب افسر جلسہ سالانہ تھے۔ مجھے پوچھا کہ کہاں ہو اور حضور کے ساتھ عشائیے کے لیے کیوں نہیں پہنچے؟

''مَیں نے بتایا کہ مجھے شدید سر درد کی شکایت ہے۔ آرام کر رہا تھا۔ اور میرے نگران نے مجھے وہاں حاضر ہونے کو کہا بھی نہیں تھا۔ کہنے لگے کہ جو بھی ہے ابھی پہنچو۔ جلسے میں دن رات ڈیوٹی کرتے رہے ہو۔ اس تقریب میں تمہیں ضرور شامل ہونا چاہیے۔ مَیں فوراً تیار ہو کر وہاں پہنچ گیا اور تقریب میں شامل ہوا۔

''تو ایسے افسران بھی ہوا کرتے تھے۔ میر داؤد صاحب تو جلسہ سالانہ کے اعلانات کے نیچے اپنے نام کے ساتھ ''افسر جلسہ سالانہ'' لکھنے کی بجائے ''خادم جلسہ سالانہ'' لکھا کرتے۔

''افسر ایسا ہونا چاہیے جس کو اپنے ساتھیوں کے کام کی خبر بھی ہو اور قدر بھی۔ اور افسر کی بجائے خود کو خادم سمجھ کر کام کرتا ہو''۔

جلسے ہی کی بات تھی کہ ایک ایسے افسر کا ذکر فرمایا جن کی طبیعت میں سختی کا عنصر حاوی تھا۔ مَیں نے نام بوجھنے کی کوشش کی۔ فرمایا: ''نام تو خیر نہیں بتاؤں گا۔ بزرگ آدمی تھے۔ ایک اور افسر کا واقعہ سنا دیتا ہوں۔ مَیں نے کام سے رخصت لے رکھی تھی اور by air کہیں جانا تھا۔ جانا اندرونِ ملک ہی تھا۔ رخصت بھی منظور ہو چکی تھی اور مَیں نے ٹکٹ بھی خرید لی ہوئی تھی۔

آخری وقت پر وہ افسر کہنے لگے کہ کام بہت ہے، کہیں نہیں جانا۔ مَیں نے بتایا کہ مَیں نے بکنگ بھی کروالی ہوئی ہے۔ کہنے لگے کہ بس نہیں جانا۔ مَیں یہ سُن کر واپس آگیا اور اپنی رخصت کو منسوخ سمجھ کر اپنا کام کرنے لگا۔ خود ہی تھوڑی دیر بعد کچھ خیال آیا تو میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چلو بکنگ کروالی ہوئی ہے تو چلے جاؤ''۔

اسی طرح ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ: ''ایک مرتبہ میں اپنا الاؤنس لینے گیا۔ اکاؤنٹنٹ کہنے لگا کہ آپ کو اس مہینے الاؤنس نہ دینے کا آرڈر ہے۔ مَیں نے پوچھا کہ یہ آرڈر کہاں سے آگیا؟ کہنے لگا کہ 'یہی حکم ہے!'

''مَیں وہاں سے خاموشی سے واپس آگیا اور اُن افسر کے پاس گیا اور پوچھا تو کہنے لگے کہ ہاں مَیں نے ہی منع کیا ہے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ سب خیر ہی ہے؟ کیا وجہ بن گئی؟

کہنے لگے کہ تم نے فلاں کام مکمل نہیں کیا۔ مَیں نے کہا کہ کام تو تقریباً مکمل ہے۔ یہ بھی بتا دیا کہ اِن اِن

جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر لنگر خانہ کا ایک منظر

وجوہات کی وجہ سے مکمل نہیں ہوسکا۔ لیکن ساتھ میں نے یہ بھی بتا دیا کہ مَیں واقفِ زندگی ہوں، مطالبہ نہیں کروں گا۔

بہرحال، افسر بھی ہرطرح کے ہوتے ہیں۔ ماتحت بھی ہرقسم کے ہوتے ہیں۔ مَیں اپنے تجربات کی بنیاد پر توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ افسر کو چاہیے کہ مطالبوں کی نوبت نہ آنے دے اور ماتحت کو چاہیے کہ وقف کی روح کو کبھی نہ بھولے۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی سب کام کر دیتا ہے۔

ماتحتوں اور کارکنوں کو بھی توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ وہ بھی اپنے وقف کے تقاضوں کو سمجھیں۔ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔ کبھی کسی واقفِ زندگی کی طرف سے مطالبہ آتا ہے کہ یہ سہولت نہیں ہے، وہ سہولت نہیں ہے۔ تو مجھے حیرت ہوتی ہے۔ ہم تو جہاں بھی رہے، کبھی اس طرف خیال بھی نہ گیا۔ بلکہ بعض اوقات تو بہت دِقّت کا سامنا ہوتا۔ مگر ذہن کبھی مطالبہ کرنے کی طرف نہ گیا‘‘۔

مَیں اس بات پر نادم ہوا کہ اتنی آسائشوں اور سہولتوں میں جو تھوڑا بہت کام کرلیتا ہوں، اس پر اپنے لیے مزدور کا ’’لقب‘‘ استعمال کیا۔ مگر اس چُوک سے جو موتی مجھے اپنے دامن میں بھرنے اور قارئین تک پہنچانے کا موقع میسر آ گیا، یہ نہ آتا۔

مجھے امید ہے کہ میرے سب واقفِ زندگی بھائی مجھے اس بات کی اجازت دیں گے کہ مَیں اپنی طرف سے اور ان سب کی طرف سے حضور کی خدمت میں ان سطور کے ذریعے وہی عرض کروں جو مجھے بالمشافہ کہنے کا موقع ملا، کہ: ’’حضور! ہم آپ پر قربان۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ نے تو ہمیں بڑے لاڈ میں رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم احسان فراموش نہ ہوں اور اپنی صلاحیتوں اور طاقتوں اور توانائیوں کا ہر ذرّہ خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیں‘‘۔

آغاز میں ربوہ کا ذکر ہوا۔ آخر پر بھی پاکستان میں رہنے والے احمدی بھائیوں بہنوں اور بزرگوں کو ایک اور امانت پیش کرتا چلوں۔

جہاں موسمی پکوان کی بات ہوئی، وہاں فرمایا: ’’پکوڑوں کے ساتھ پُوڑے بھی بنا کرتے تھے۔ پتہ ہے نا پُوڑا کیسے بنتا ہے؟‘‘

میری لاعلمی کے اظہار پر پُوڑا بنانے کا طریقہ بتایا، اور فرمایا: ’’تو ربوہ میں موسم اچھا ہوتا تو پکوڑے بنتے۔ بیٹھے میں پوڑے ہوتے۔ چائے ہوتی۔ اور ربوہ کے سادہ سے ماحول میں اچھے موسم کی یہی ہماری تفریح ہوتی‘‘۔

تو پاکستان کے احمدی بھائیو اور بہنو! تمہاری قربانیوں کو سلام۔ تم ہمارے لیے قابلِ رشک ہو کہ تمہارا محبوب آقا تمہارے شب و روز اور تمہارے موسموں کو یاد رکھتا ہے۔ مبارک صد مبارک!

مجھے ایک غریب الوطن محبوب کا یہ شعر، اِس غریب الوطن محبوب کے لیے بے اختیار یاد آ کر رہ گیا کہ

دیس بدیس لیے پھرتا ہوں، اپنے من میں اُس کی کتھائیں
میرے من میں آن بسی ہے، تن من دھن جس کے اندر تھا

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل، سالانہ نمبر 24 تا 29 جولائی 2023ء)

جگمگا اٹھتے ہیں چہرے سب وفورِ شوق سے

آئے پھر جلسہ کے دن ہر دل اٹھا خوشیوں سے جھوم
شمع کے ہے روبرو صدہا پتنگوں کا ہجوم

ہوتا ہے یہ عالمی جلسہ اگرچہ ہر برس
اور کرتے ہیں یہاں شرکت ہزاروں بالعموم

اب کے اِک شاخِ شجر کے آئے ہیں لیکن یہ پھل
ورنہ ان اثمار کی مچتی ہے دنیا بھر میں دھوم

ہر انا اپنی نفی کرکے جمع ہوتے ہیں ہم
خواہ ہم اہلِ عرب ہوں خواہ ہم ہوں اہلِ روم

یاں کی ہر تقریر کی، تحریر کی روحِ رواں
ہیں وہ روحانی خزائن اور قرآنی علوم

ان میں حکمت کی ہیں کلیاں اور دانائی کے پھول
جن پہ غالب نہ خزاں ہو نہ کبھی بادِ سموم

یہ سمجھ لو عمر کی دولت ہے گنتی کی ملی
خدمتِ دیں میں کرو تم خرچ سانسوں کی رقوم

آئے جونہی ہم میں دستارِ خلافت کا امیں
پھول کھل جاتے ہیں جس جا بھی وہ رکھتا ہے قدوم

جگمگا اٹھتے ہیں چہرے سب وفورِ شوق سے
بزم سج جاتی ہے جیسے ماہ ہو بین النجوم

ہر کوئی ہے چاہتا اس شرف سے ہو فیضیاب
دل مجھے بھی حکم دے عابدؔ تُو اس کے ہاتھ چوم

(مکرم مبارک احمد عابد صاحب)

تم چلے آئے مَیں نے جو آواز دی

آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن اَپنی تسکینِ جاں کے لئے
پھر وہ چہرے ہویدا ہوئے جن کی یادیں قیامت تھیں قلبِ تپاں کے لئے
پیار کے پھول دل میں سجائے ہوئے، نورِ ایماں کی شمعیں اٹھائے ہوئے
قافلے دُور دیسوں سے آئے ہوئے، غمزدہ اک بدیس آشیاں کے لئے
دیر کے بعد اے دُور کی راہ سے آنے والو! تمہارے قدم کیوں نہ لیں
میری ترسی نگاہیں کہ تھیں منتظر، اِک زمانے سے اِس کارواں کے لئے
پھول تم پر فرشتے نچھاور کریں، اور کشادہ ترقی کی راہیں کریں
آرزوئیں مِری جو دُعائیں کریں، رنگ لائیں مِرے میہماں کے لئے
میرے آنسو تمہیں دیں رَمِ زندگی، دور تم سے کریں ہر غمِ زندگی
میہماں کو ملے جو دمِ زندگی، وہی اَمرت بنے میزباں کے لئے
نور کی شاہراہوں پہ آگے بڑھو، سال کے فاصلے لمحوں میں طے کرو
خوں بڑھے میرا تم جو ترقی کرو، قرۃالعین ہو سارباں کے لئے
تم چلے آئے مَیں نے جو آواز دی، تم کو مولیٰ نے توفیق پرواز دی
پر کریں، پر شکستہ وہ کیا جو پڑے رہ گئے چشمک دشمناں کے لئے
اُن کی چاہت میرا مدعا بن گیا، میرا پیار اُن کی خاطر دُعا بن گیا
بالیقیں اُن کا ساتھی خدا بن گیا، وہ بنائے گئے آسماں کے لئے
حبس کیسا ہے میرے وطن میں جہاں، پا بہ زنجیر ہیں ساری آزادیاں
ہے فقط ایک رستہ جو آزاد ہے، یورشِ سیلِ اشکِ رواں کے لئے
بن کے تسکین خود اُن کے پہلو میں آ، لاڈ کر، دے اُنھیں لوریاں، دل بڑھا
دُور کر بد بلا یا بتا کتنے دن اور ہیں صبر کے امتحاں کے لئے؟

(کلام طاہر صفحہ 28)

جلسہ سالانہ کے آداب

مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر مبلغ سلسلہ، مرحوم

دنیا کی ترقی کا مدار قومی اجتماع پر ہے۔ خدا تعالیٰ نے مذہب اسلام میں بھی مختلف ذرائع سے قومی اجتماعوں کو قائم فرمایا ہے۔مثلاً حج ہے۔ دنیا کا کوئی اور مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ایک نئے قومی اجتماع کی بنیاد رکھی گئی ہے اسی کو ہم جلسہ سالانہ کہتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اشتہار 30 دسمبر 1891ء میں اس جلسہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’...... اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنائے جانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں۔

...... اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہِ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی...... اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے‘‘۔

امسال بھی ہمارا جلسہ سالانہ 28-26 اکتوبر 1949ء کو ہمارے نئے مرکز ربوہ میں پوری شان وشوکت کے ساتھ ہو رہا ہے (ان شاءاللہ) موقع کی اہمیت کے مدِّنظر رسول کریم ﷺ کے چند ارشادات پیش خدمت ہیں۔ احباب کو چاہیے کہ ان قیمتی ارشادات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش کریں تا کہ وہ اس جلسہ سے روحانی اور علمی فیوض حاصل کرنے والے بھی ہوں اور احادیث الرسولؐ پر عمل کر کے ثواب فی الدارین کے بھی مستحق ہوجائیں گے۔

1۔حضرت رسول کریم ﷺ کی ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہے،(بخاری) جس کے بہت سے مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسان جس قسم کی نیّت کرے گا اسی قسم کے اعمال سرزد ہوں گے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ دنیا میں اعلیٰ اور اتقیٰ اعمال پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارا نصب العین بلند اور بالا ہو۔ کیونکہ جتنا کسی کا بلند نصب العین ہوتا ہے وہ اتنی ہی زیادہ اس کے حصول کے لیے کوشش اور سعی کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ طِبّ کے حصول کی خاطر ہندوستان کے ایک بہت بڑے طبیب کے پاس پہنچے۔اس نے پوچھا کہ تم کہاں تک طِبّ پڑھنا چاہتے ہو؟ آپؓ نے فرمایا کہ کم ازکم افلاطون تک پڑھوں گا۔ اس نے کہا بیٹھ جاؤ۔جس کا نصب العین اتنا بلند ہے وہ ضرور کچھ نہ کچھ بن جائے گا۔ رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد جلسہ میں شامل ہونے والے احباب کے پیشِ نظر رہنا چاہیے اور انہیں اس جلسہ میں محض روحانی،

تنظیمی اور علمی ترقی کے حصول کی خاطر شمولیت کا ارادہ کر لینا چاہیے۔ اور عام قاعدہ ہے کہ جب انسان کے سامنے ایک واضح مقصد ہو اور بار بار اس کے سامنے پیش ہو تو اس سے اس کی قوتِ عملیہ بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کی تمام تر توجہ جلسہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی طرف ہو گی اور اس طرح اس کا بہت سا وقت فضول پھرنے سے بچ جائے گا۔

2۔حضرت رسول کریم ﷺ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دریافت فرمایا: اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ کہ کون سا عمل اسلام میں سب سے بہتر ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ (بخاری، کتاب الایمان) سب سے بہتر عمل کھانا کھلانا اور ہر اس شخص کو جس کو تو جانتا ہے اور جس کو تو نہیں جانتا السلام علیکم کہنا ہے۔

اس حدیث میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ بغیر تعارف کے کسی کو السلام علیکم کہنا بھی اسلامی طریق ہی ہے۔ اور پھر فرمایا اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَءَ بِالسَّلَامِ (ترمذی ابوداؤد) کہ لوگوں میں خدا کے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ بہتر ہے اور قریب ہے جو السلام علیکم کہنے میں سبقت لے جائے اور پھر فرمایا کہ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ کہ جب دو مومن کلام کرنے لگیں تو السلام علیکم ان کا پہلا فقرہ ہونا چاہیے۔

پھر صحابہ کرام رضوان علیہم کا طریق عمل ملاحظہ فرمائیے کہ وہ لوگ رسول کریم ﷺ کے اس قیمتی ارشاد پر عمل کرنے کے لیے مختلف طریقے تجویز فرماتے تھے اور بعض تو صرف اس لیے بازار میں جاتے تھے کہ السلام علیکم کے ارشاد پر عمل کرنے کا موقع مل جائے۔

پس ضرورت ہے اس بات کی کہ آج پھر صحابہ کے اس شوق کو دوبارہ زندہ کیا جاوے تا وہ حدیث بھی پوری ہو جائے جس میں رسول کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ مہدی کی جماعت آپس میں محبّت رکھے گی اور محبّت بغیر تعارف کے پیدا نہیں ہو سکتی اور تعارف بغیر افشاء سلام کے پیدا ہونا مشکل ہے۔

3۔حضرت رسول کریم ﷺ نے باہمی اجتماعوں کے مواقع پر صفائی رکھنے پر بہت زور دیا ہے۔ اور اس چیز کی وقعت اور ذمہ داری اجتماع کی عظمت اور وسعت کی نسبت سے اہم ہوتی چلی جاتی ہے۔ قرآنِ مجید کی آیت فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔ (التوبہ:108) بھی صفائی کی اہمیت کو واضح کر رہی ہے۔

(ا) حضرت رسول کریم ﷺ نے جمعہ اور عیدین کے اجتماع کے لیے مسلمانوں کو صفائی کے بارے میں خاص ہدایات دی ہیں۔ مثلاً ہر مومن غسل کرے، مسواک کرے، صاف کپڑے پہنے، حتی الوسع خوشبو استعمال کرے اور بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں نہ آئے۔ پس جلسہ سالانہ کے عظیم الشان اجتماع کی وسعت کے مدّنظر جس قدر صفائی کی ضرورت ہو گی وہ ظاہر ہی ہے پس ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم خاص طور پر اس موقع پر زیادہ سے زیادہ پاک صاف رہیں تا کہ ہماری وجہ سے کسی دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

(ب) دوسری حدیث میں آتا ہے اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِیقِ وَالظِّلِّ (ابوداؤد) فرمایا کہ لعنت کی تین چیزوں سے بچو: مسافروں کے اُترنے کی جگہ میں، عام راستے میں، اور سائے میں پاخانہ پیشاب کرنے سے۔ پس اس سے بچو۔ اس میں بھی اصل مقصد یہی ہے کہ ایک شخص کی وجہ سے عوام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ مثلاً اگر وہ پانی پینے کی جگہ پر غلاظت پھینکے گا تو اس کی وجہ سے لوگوں کو حصول پانی کی دِقّت درپیش آئے گی۔ اسی طرح راستے اور سایہ کا حال ہے کہ اس سے بھی عوام النّاس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ بدبو پھیل جاتی ہے۔ راستہ قابل گزر نہیں رہتا۔ سایہ میں آرام نہیں کر سکتا۔ پس جس چیز سے رسول کریم ﷺ نے اتنی سختی سے منع فرمایا ہے اس سے انتہائی گریز کرنا لازمی ہے اور یہی حفاظت صحت کا بہترین ذریعہ ہے۔ نیز رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی نیکی اور کار ثواب ہے۔ پس اگر کہیں کوئی گندگی یا غلاظت ہو جو عوام النّاس کے لیے تکلیف دہ ہو تو اسے دور کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔

علاوہ ازیں ہمارے رسول مقبول ﷺ کا یہ طریق ہوا کرتا تھا کہ جب آپؐ رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے جاتے تھے تو آبادی سے بہت دور نکل جایا کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جایا کرتے تھے اور اس چیز کی بھی احتیاط فرماتے تھے کہ کوئی شخص قضائے حاجت کے وقت قبلہ رُخ ہو کر یا قبلہ کی طرف پشت کر کے نہ بیٹھے۔ حدیث میں اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا یُوَلِّهَا ظَهْرَهٗ کہ جب تم میں کسی کو قضائے حاجت کی خاطر باہر جانا پڑے تو وہ اس وقت نہ قبلہ کی طرف مُنہ کرے اور نہ ہی اس کی طرف پیٹھ پھیرے۔ پس ہمیں حضرت رسول کریم ﷺ کے اس واضح ارشاد کو بوقت ضرورت مدّنظر رکھنا چاہیے۔

(د) حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: یا عمر لَا تَبُلْ قَائِماً

فَمَا بَلْتُ قَائِماً (ترمذی) کہ اے عمر تو کھڑا ہونے کی حالت میں پیشاب نہ کر۔ مَیں نے کبھی بھی کھڑے ہونے کی حالت میں پیشاب نہیں کیا۔ اس واضح حدیث سے صحیح اسلامی طریق ظاہر ہے اس پر عمل کرنا ہی نیکی ہے۔

4۔ مجلس کے آداب کے متعلق ہمارے آقا فداہ امی وابی نے جس وضاحت سے احکام بیان فرمائے ہیں وہ آج تک کسی مہذب ترین قوم نے بھی پیش نہیں کیے۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْھَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ (نور: 63) فرمایا کہ وہ مومن لوگ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ جب رسول کے ہمراہ کسی امر کے لیے اکٹھے ہوں تو جب تک وہ رسول انہیں اجازت نہیں دیتا وہ اس مجلس سے اُٹھ کر نہیں جاتے۔ اس میں حقیقی مومنوں کے طرز عمل کی تشریح فرمادی ہے کہ ان کا شعار یہی ہوتا ہے اور یہی ہونا چاہیے کہ جب وہ کسی مجلس میں حاضر ہوں تو جب تک وہ مجلس برخواست نہ ہو اس مجلس سے اُٹھ کر نہ جائیں۔ لیکن استثنائی صورتوں میں صدر سے اجازت لے لے۔ اور آج کل حوائج ضروریہ کی خاطر باہر جانے کی اجازت ہوتی ہی ہے۔ پس اس اجازت سے مزید فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ تا منافقوں کی علامت یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا کے تحت ان میں شمار نہ ہوجائیں۔

نیز حضرت رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیہ فَھُوَ اَحَقُّ لَھَا (مسلم) کہ جب کوئی شخص مجلس میں سے کسی ضرورت حقہ کی بناء پر مجبوراً باہر جائے تو جب وہ فارغ ہو کر واپس آئے تو اپنی پہلی جگہ کا حق دار ہے۔ اوّل تو دوسرے لوگوں کو اس کی جگہ بیٹھنا ہی نہیں چاہیے اور اگر اس کی جگہ کوئی بیٹھ گیا ہو تو وہ اس کی جگہ خالی کردے۔

نیز رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ بِہٖ (بخاری، مسلم) اگر کوئی شخص باہر سے آئے تو وہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ نیز فرمایا لَا یَجْلِسْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِھِمَا (ابوداؤد) کہ جب دو شخص کسی مجلس میں ارادتاً اکٹھے بیٹھے ہوں تو کسی تیسرے کو ان کے درمیان نہیں بیٹھنا چاہیے۔ علاوہ ازیں اس قسم کے اجتماعوں میں شوروشر کو بند کرنے کے لیے کیا ہی عمدہ طریق حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے: فرمایا کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت اگر کوئی شخص بولے تو اس کو دوسرا شخص اشارہ کے ذریعہ سے خاموش کرائے۔

ایک اور ضروری امر کے متعلق حضرت رسول کریم ﷺ کا واضح ارشاد موجود ہے فرمایا: لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضاً (ابوداؤد) جب رسول کریم ﷺ صحابہ میں تشریف لاتے تو صحابہ تعظیم کی خاطر کھڑے ہوجاتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ تعظیم اور توقیر کی خاطر کھڑا ہونے کی رسم عجمیوں میں پائی جاتی ہے۔

پس ہم سب کو چاہیے کہ ہم خصوصاً اس جلسہ سالانہ کے اجتماع کے موقع پر رسول کریم ﷺ کے بتائے ہوئے لائحہ عمل پر عمل پیرا ہوں۔ جو حقیقی صراطِ مستقیم ہے۔

5۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے مسلمان کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ کہ حقیقی مسلمان وہی ہے جو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو کسی قسم کی ایذا نہیں پہنچاتا خواہ وہ مُنہ کے ذریعہ سے ہو یا وہ ہاتھ کے ذریعہ سے ہو۔ اس کی تشریح حدیث ذیل خوب واضح کرتی ہے۔

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ (متفق علیہ) کہ مسلمان کا گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل وغارت کرنا کفر ہے۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ فَکَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی ضروریات کو پورا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے خواہ کسی رنگ میں ہو۔

اسی چیز کو دوسرے پیرائے میں یوں بیان فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِہٖ کہ حقیقی مومن تو کبھی بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کے بھائی تو تنگی اور مصیبت میں ہوں اور وہ خود آرام اور آسائش میں ہو۔ یہ وہ احادیث الرسولؐ اور گرانمایہ ارشادات ہیں جن پر عمل کرنے کا موزوں موقع اجتماعات کے موقع پر ملتا ہے۔ پس سب دوستوں کو ان قیمتی اور پُر حکمت باتوں پر زیادہ سے زیادہ عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاہم اس اجتماع میں حقیقت میں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کا صحیح منظر پیش کرسکیں۔

4۔ آخری پیغام جو احباب کی خدمت میں پہنچانا ضروری ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اجتماعی دعاؤں کو بکثرت جامہ قبولیت پہناتا ہے اور اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ میں نماز باجماعت فرض کرنے کی حکمت بھی یہی تھی کہ تا کمزور ایمان والوں کی نمازیں اور دعائیں بھی پایہ قبولیت کو پہنچ جائیں۔

ان ایام جلسہ میں خصوصاً ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم پانچ نمازوں کو بالتزام باجماعت ادا کرنے کے علاوہ نماز تہجّد کو پوری تن دہی سے ادا کرنے کی عادت ڈالیں اور دعاؤں پر پورا زور دیں۔ کیونکہ ہمارے پاس صرف دعا کا ہی آسمانی حربہ ہے جس کا ہمارے دشمن کے پاس کوئی جواب نہیں اور ہمیں چاہیے کہ ہم اس موقع پر عبادالرحمٰن کی صفت وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کا نظارہ پیش کریں جس میں فرمایا کہ خدا کے حقیقی بندوں کی بہت سی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ ساری ساری رات اپنے رب کی عبادت میں گزار دیتے ہیں اور عبادت میں کبھی کھڑے ہوتے ہیں اور کبھی سجدے میں پڑے ہوتے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اے خدا تو ہی ہم سب کو ان چیزوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، آمین۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل لاہور 24 دسمبر 1949ء)

خوراک کے ضیاع کے بارہ میں

احادیث نبویہ ﷺ اور جدید تحقیق

(مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب)

آنحضرت ﷺ کی مبارک احادیث میں کھانے پینے کے متعلق جو اصولی راہنمائی پائی جاتی ہے اس میں سے بعض ہدایات نیچے درج کی جاتی ہیں۔

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کھانا کھاتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے اور آپؐ فرماتے تھے کہ جب کسی کا لقمہ گر پڑے تو اس کا گندہ حصہ علیحدہ کرے اور اسے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ اور آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پونچھ لیں رکابی کو اور فرماتے تھے کہ تم نہیں جانتے کس کھانے میں تمہارے لئے برکت ہے''۔ (جامع ترمذی۔ کتاب الأطعمة)

اور جامع ترمذی کے اسی باب میں مذکور اگلی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ حکم درج ہے کہ جو کسی برتن میں کھائے تو اسے پونچھ لے۔

سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث مذکور ہے۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکھا۔ آپ نے اسے اُٹھایا اور پونچھا اور کھا لیا۔ اور فرمایا کہ اے عائشہ عزت والی چیز کو عزت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رزق جب کسی قوم سے چلا گیا تو اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتا''۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمة)

رزق کی قدر کرنے کے بارے میں صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر پر کھانا تناول فرمایا۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''روٹی، گوشت اور خشک اور تر کھجوریں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں سوال ہوگا''۔

(صحیح ابن حبان کتاب الاطعمة)

سامنے موجود کھانے کو آخر تک ختم کرنے کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یقیناً کھانے کے آخری حصے میں برکت ہے''۔

(صحیح ابن حبان۔ کتاب الاطعمة)

آپ ﷺ نے دسترخوان پر کھانے کے بچ جانے والے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بھی ضائع نہ کرنے کے بارے میں یہ ہدایات عطا فرمائیں۔

''جو دسترخوان پر ریزوں کو تلاش کرے گا اس کی بخشش کر دی جائے گی''۔

(کنزالعمال اردو ترجمہ از دارالاشاعت جلد 8 صفحہ 118)

''روٹی کی قدر کرو۔ کیونکہ اللہ نے اسے آسمان کی برکتوں سے اتارا اور زمین کی برکتوں سے نکالا ہے۔ جو دسترخوان کے ریزے کھائے گا اس کے گناہ معاف ہوں گے''۔ (کنزالعمال اردو ترجمہ از دارالاشاعت جلد 8 صفحہ 120)

اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان پر کھانے کو ضائع نہ ہونے دینا اولاد کی تربیت کا بھی عمدہ ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے دسترخوان کے ریزے کھائے وہ وسعت کی زندگی گزارے گا اور اپنے بیٹے اور پوتے میں حماقت سے محفوظ رہے گا''۔

(کنزالعمال اردو ترجمہ از دارالاشاعت جلد 8 صفحہ 123)

مندرجہ بالا احادیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوراک ضائع نہیں کرنی چاہیے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کا حساب لیا جائے گا۔ جو توجہ سے خوراک کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے تو یہ فعل اس کے لئے بخشش

اور خوشحالی کا باعث بنتا ہے۔ ان ارشادات کی ایک واضح حکمت تو یہ ہے کہ خوراک بہر حال اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اس دَور میں جب کہ ہر قسم کے اعداد و شمار جمع ہو رہے ہیں اور کسی بھی چیز کا جائزہ لینا پہلے کی نسبت بہت آسان ہو چکا ہے، یہ جائزہ لینا ضروری ہے اس طرح اگر خوراک کو ضائع ہونے سے بچایا جائے تو اس کے کیا عالمی اثرات ہو سکتے ہیں؟ یا دوسری صورت میں اگر خوراک کو ضائع ہونے دیا جائے تو اس کے دنیا پر کیا اثرات پڑ سکتے ہیں؟

پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ مختلف مراحل میں اندازاً ہر سال دنیا میں کتنی خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔ خوراک کے عالمی ادارے FAO کے اندازے کے مطابق ہر سال دنیا میں 1.3 ارب ٹن خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اسے بچا کر استعمال میں لانا ممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال دنیا بھر میں جتنی خوراک لوگوں کے پیٹ میں جانے کی بجائے ضائع ہو جاتی ہے وہ دنیا بھر کی خوراک کی پیداوار کا ایک تہائی ہے۔ اس کی قیمت 2.6 کھرب امریکی ڈالر کے برابر ہے۔ یہ مقدار اتنی ہے کہ دنیا بھر میں جن لوگوں کو صحیح خوراک میسر نہیں نہ صرف اِن لوگوں کو کھلانے کو کافی ہے بلکہ اگر ان سے چار گنا زیادہ تعداد میں لوگ دنیا میں بھوکے ہوں تو ان کا پیٹ بھرنے کے لئے بھی کافی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اِس وقت بھی دنیا میں اتنی خوراک پیدا ہو رہی ہے جو کہ دنیا میں موجود آبادی کی ضرورت سے زیادہ ہے لیکن یہ خوراک اتنی زیادہ مقدار میں ضائع ہو جاتی ہے کہ دنیا میں 81 کروڑ سے زائد افراد پوری طرح اپنا پیٹ نہیں بھر سکتے۔

یہ صورتِ حال واضح کرتی ہے کہ دنیا میں ایک طبقہ خوراک ضائع کر رہا ہے اور دوسرا کم از کم مطلوبہ خوراک سے بھی محروم ہے۔ اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2018ء میں دنیا میں پانچ سال سے کم عمر بچوں میں 21.9 فیصد بچوں کا قد خوراک کی کمی کے باعث چھوٹا رہ گیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً ڈیڑھ کروڑ بچوں کا قد عمر سے چھوٹا تھا۔ اور 7.3 فیصد بچوں کا وزن قد کی نسبت سے کم تھا۔ دوسری انتہا یہ تھی کہ پانچ سال سے کم عمر بچوں میں سے 5.9 فیصد بچے موٹاپے کا شکار تھے۔ دنیا کے تین خطے ہیں جہاں پر خوراک کی کمی کی وجہ سے بچوں میں چھوٹے قد کا مسئلہ زیادہ سنگین ہے اور یہ خطے جنوبی ایشیا، مشرقی افریقہ اور وسطی افریقہ ہیں۔ ایسے پانچ بچوں میں سے دو جنوبی ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔

(Levels and trends in child malnutrition UNICEF / WHO / World Bank Group Joint Child Malnutrition Estimates 2019)

خوراک کی پیداوار کا بہت سا حصہ کھیتوں میں جمع کرتے ہوئے یا خوراک کی ترسیل اور پیکنگ کے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اور جو صنعت کھانے پینے کی اشیاء کو کھانے والوں یعنی صارف تک سپلائی کرتی ہے وہ بھی بڑی حد تک اس ضیاع میں حصہ دار ہے۔ کئی ممالک میں تو اس ضمن میں سائنسی خطوط پر اعداد و شمار جمع نہیں کئے گئے۔ مگر ایک تحقیق کے مطابق سویڈن میں فوڈ سروس انڈسٹری کھانے پینے کی جو اشیاء خریدتی ہے اس میں سے بیس فیصد ضائع کر دیا جاتا ہے۔ امریکہ میں پرچون کی سطح پر کھانے پینے کی اشیاء کا 19 فیصد ضائع جاتا ہے۔ کم وسائل والے ممالک بھی خوراک کے ضیاع میں امیر ممالک سے کچھ زیادہ پیچھے نہیں ہیں۔ ایک طرف دنیا کے کروڑوں افراد بھوکے ہوں اور دوسری طرف اس سنگدلی سے خوراک ضائع کی جا رہی ہو، یہ ایک المیہ نہیں تو کیا ہے؟

امریکہ میں کینساس سٹیٹ یونیورسٹی نے اپنے طلباء میں دو مرتبہ یہ جائزہ لیا کہ کتنے فیصد طلباء اپنی ٹرے میں کھانے کی اشیاء چھوڑ دیتے ہیں؟ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ناشتہ میں 49 فیصد، دوپہر کے کھانے میں 55 فیصد اور رات کے کھانے میں 35 فیصد طلباء کھانے کی اشیاء مکمل طور پر کھائے بغیر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق دنیا میں باقی مراحل پر جو غذا ضائع جاتی ہے وہ تو ضائع جاتی ہے صرف پلیٹوں کے اندر بھی 6 فیصد سے کچھ زائد خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔ اور یہ ابھی سب سے کم اندازہ ہے دوسری تحقیقات کے مطابق یونیورسٹی کے کھانے کے مقام پر 11 سے 30 فیصد خوراک پلیٹوں میں ضائع ہو جاتی ہے۔

(Quantifying Food Plate Waste: Case Study of a University Dining Facility by Ochieng' Allan Alooh)

LUMS یونیورسٹی نے لاہور کے ریسٹورانوں میں تحقیق کی کہ کتنی خوراک ضائع کی جاتی ہے۔ اس تحقیق کے مطابق ان مقامات پر خوراک کی تین بڑی وجوہات ضرورت سے زیادہ کھانا تیار کرنا، کھانا کھانے والوں کا کھانے کو ضائع کرنا اور کھانے کا سڑ جانا ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق جتنا مہنگا ریستوران ہو گا اتنا ہی یہ امکان زیادہ ہو گا کہ ضرورت سے زیادہ کھانا تیار ہونے کی وجہ سے رزق ضائع جاتا ہے۔ اور سستے ریستورانوں میں زیادہ تر کھانا اس لئے ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ کھانے والے پلیٹوں میں کھانا کھائے بغیر چھوڑ دیتے ہیں۔

(Musa Aamir, Huzaifa Ahmad, Qasim Javaid & Syed M. Hasan (2018) Waste Not, Want Not: A Case Study on Food Waste in Restaurants of Lahore, Pakistan, Journal of Food Products Marketing, 24:5, 591-610, DOI: 10.1080/10454446.2018.1472695)

اس مسئلہ پر دنیا بھر میں تحقیق کی جا رہی ہے کہ خوراک کے اس ضیاع پر کس طرح قابو پایا جائے؟ سب سے پہلے تو کھیتوں میں اناج کے ضیاع پر قابو پانا اور ترسیل کے دوران اور معیار برقرار رکھنے کے نام پر خوراک ضائع ہونے کو روکنا ضروری ہے۔ اس بات کی احتیاط کرنی ضروری ہے کہ ضرورت سے زیادہ کھانا نہ پکایا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو افراد کا کھانا تین کے لئے اور تین کا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاطعمہ، باب طعام الواحد یکفی الاثنین

اور سب اپنے طور پر یہ مثبت قدم تو اُٹھا سکتے ہیں کہ اپنی پلیٹوں میں ضرورت سے زائد کھانا ڈال کر ضائع نہ کریں۔ اب مختلف ممالک میں اس بات کے انتظامات کئے جا رہے ہیں کہ گھروں میں جو کھانا بچ جائے اور قابل استعمال ہو وہ فوری طور پر مستحقین تک پہنچایا جائے۔ اور جو کھانا پھر بھی بچ جائے وہ کم از کم کھاد بنا کر مفید بنایا جائے۔

تعارف کتب

مرتبہ: محمد انیس دیالگڑھی

فتحِ اسلام

1890ء کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ ’’فتحِ اسلام‘‘ تحریر فرمایا جو 1891ء کے اوائل میں شائع ہوا۔ آپؑ نے اس کے ساتھ دو اور رسالے تالیف کرنے کا اعلان فرمایا جو دَرحقیقت رسالہ ’’فتحِ اسلام‘‘ کے ہی جزو ہیں۔ فرمایا کہ

’’پس مناسب ہے کہ جب تک کوئی صاحب ان تینوں رسالوں کو غور سے نہ دیکھ لیں تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنے کے لیے جلدی نہ کریں‘‘۔

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 100)

رسالہ فتح اسلام میں حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات اور آپ کے مثیل کے رنگ میں آنے والے مسیح موعودؑ کا تفصیل سے ذکر فرمانے اور پیش گوئیوں کی تفصیل لکھنے کے بعد ایک عظیم الشان الہامی خبر کا انکشاف فرمایا:

’’مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوچکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَ کَانَ وعدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا‘‘۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 402)

مخالفت کے مارے حق پوش یک چشموں نے اس الہامی خبر یا دلائل کی طرف تو کوئی توجہ نہ کی اور مذکورہ تالیفات (توضیحِ مرام اور ازالہ اَوہام) کا انتظار کئے بغیر فتاویٰ کی یلغار کر دی اور مخالفت کا ایک طوفان بدتمیزی پورے ملک میں برپا کر دیا۔ اب مسیح وقت اکیلا تھا اور ملاؤں کا شوروغوغا تھا سب وشتم اور ظلم وستم کی صلیب تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے حامی جو آپ کو اسلام کا پہلوان سمجھتے تھے اس دعویٰ کے ساتھ آپ کے مخالف ہوگئے کہ یہ شخص ابن مریم کو مارتا ہے اور خود مسیح بنتا ہے حالانکہ مسیح تو آسمان سے اُترے گا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی بھی آپ کے مداحوں میں سے ایک تھے رسالہ ’’فتحِ اسلام‘‘ کے بعد انہوں نے سب سے زیادہ مخالفت کی۔ اپنے رسالہ اشاعۃالسنّہ میں لکھا کہ

اشاعۃالسنہ کا ریویو براہین اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہوجاتا…صرف اشاعۃالسنہ کے ریویو نے فرقہ، اہلِ حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام وولایت کا امکان جما رکھا تھا اور اس کو حامیٔ اسلام بنا رکھا تھا۔ لہٰذا اسی (اشاعۃالسنہ) کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا اُس نے جیسا اس کو دعاویٔ قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرادے اور تلافیٔ مافات عمل میں لاوے۔ جب تک یہ تلافی پوری نہ ہولے تب تک بلاضرورت شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نہ کرے‘‘۔

(اشاعۃالسنہ‘‘ جلد 13 نمبر 1 صفحہ 3،4)

گویا کسی رسالے کا ریویو ہی کسی کو ولی وملہم بنا سکتا ہے اور وہ بھی امکانی طور پر۔ اور خدا تعالیٰ اشاعۃالسنہ کے اعلان کے بعد کسی شخص سے مخاطب ہوگا۔ اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو الہامات الٰہی نازل ہوئے ان میں سے اکثر بڑی شان وشوکت سے پورے ہوئے اور آج بھی پورے ہورہے ہیں۔ ان میں سے ایک الہام ایسا ہے جس کی چمک دمک چشم فلک نے کئی بار ملاحظہ کی اور آج بھی بدرِ کامل کی طرح جگمگا رہا ہے وہ الہام رسالہ فتح اسلام کے صفحہ 9 پر یوں ہے۔

’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا‘‘۔

امامِ وقت کی ضرورت کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک

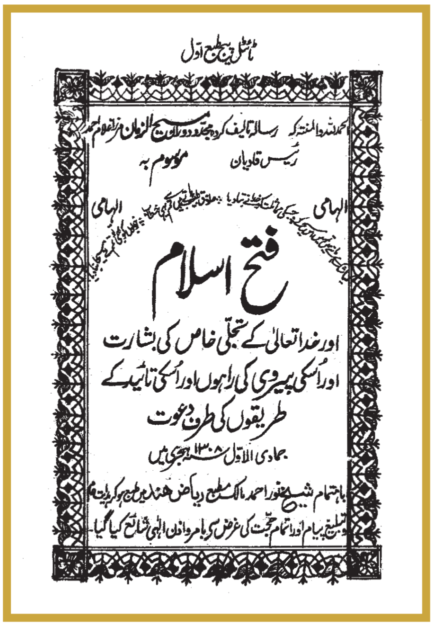
ٹائٹل پیج طبع اول

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران مسیح الزمان مرزا غلام احمد

رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی الہامی

فتح اسلام

اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت اور اُسکی پیروی کی راہوں اور اُسکی تائید کے طریقوں کی طرف دعوت

جمادی الاول 1308 ہجری میں

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند میں طبع ہو کر برائے تبلیغ پیام اور اتمام حجت کی غرض سے بامر واذن الٰہی شائع کیا گیا۔

بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام واشاعتِ نُور حضرت خیرالانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ مَیں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نُور ہونے نہیں دُوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور اِن اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چُپ رہتا اور اپنے اُس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکّد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اُس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا‘‘۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 6)

اب ایک طرف تو ان بڑے بڑے جُبّہ پوشوں کے فتاویٰ تکفیر کی گھن گرج کو دیکھئے اور طوفان بدتمیزی اور مخالفت کی اس آندھی کو دیکھئے جو ابھی تک تھمنے کا نام نہیں لیتی اور دوسری طرف اسلام کے زندہ خدا کے اس عظیم الشان وعدہ کو دیکھئے اور پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ خدا کی تائید ونصرت اور فعلی شہادت کس کے ساتھ ہے اور کون ہر میدان میں فتح یاب اور غالب رہا۔

ایمان رہا غالب
یا شعب ابی طالب

تقریر جلسہ سالانہ یوکے 2023ء

ہستی باری تعالیٰ کے سائنسی دلائل

یوٹیوب پر سننے کے لیے سکین کریں

مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب، امریکہ

یہ ہماری اپنی کہانی ہے لیکن ہمیں یاد نہیں۔ جب ہم اس دُنیا میں آئے تھے، بچے تھے، عاجِز تھے۔ بھوک لگتی تھی تو چل کر ماں کے پاس نہیں جا سکتے تھے۔ اس لیے روتے تھے۔ پھر ماں لپک کر ہم تک پہنچ جاتی تھی۔ اس تجربہ کے پیچھے ایک حسّاس سائنس ہے۔ ایم۔آر۔ای سکین کی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ بچہ کے رونے کی آواز ماں کے کانوں کے پردوں سے ہوتی ہوئی اس کے دماغ تک پہنچتی ہے اور پھر ماں کے سر میں چنے کے سائز کا ایک گلینڈ جسے Posterior pituitary کہتے ہیں، وہاں سے ایک ہارمون Oxytocin نکلتا ہے جس کے

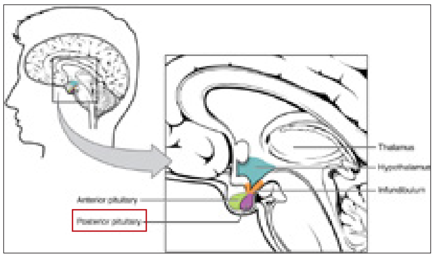

اثر سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اُتر آتا ہے۔ تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ یہ عمل سیکنڈز میں مکمل ہوجاتا ہے اور یہ ماں کے اختیار میں بھی نہیں ہوتا[1]۔

ماں اور بچے کا یہ تعلق ایک تمثیل ہے۔ اللہ تعالیٰ تو، لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ، ہے۔ لیکن اس تمثیل میں شاید ہمیں ہستی باری تعالیٰ کا زندہ ثبوت مل جائے۔

عموماً جب ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کی بات ہوتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی دہریہ کو بحث میں ہرانا ہمارا مقصد ہے۔ لیکن اگر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گزشتہ دو سال کی ورچول (virtual) ملاقاتوں کو سنیں تو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار فرما رہے ہیں کہ ہمیں پہلے اپنے بچوں کو سنبھالنا ہے تاکہ وہ ان دہریوں کے چنگل میں نہ آجائیں[2]۔

1-Why your brain short circuits when a kid cries? By Jessica Grose in the New York Times. August 12, 2020

2- This week with Huzoor 4th Jan 2022

اس ارشاد کے تحت، آج کی گفتگو اپنے بچوں اور بڑوں سے ہے۔ اور یہ گفتگو ہمیں قرآنِ شریف کی روشنی میں کرنی ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے دہریے دوست قرآن کی بات کو کیوں مانیں گے؟ ٹھیک ہے۔

لیکن ہم قرآن کو اس لیے پیش کرتے ہیں کہ یہ سائنسی تقاضوں پر پورا اُترتا ہے۔ یہ خدا کی طرح چُھپی ہوئی چیز نہیں۔ اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے دلائل کو تجربے سے گزارا جاسکتا ہے۔ ساتویں صدی کا قرآن آج بھی استنبول کے Topkapi محل میں جاکر ہاتھ میں تھاما جاسکتا ہے[3]۔ اور کوئی دہریہ بھی یہ نہیں کہے گا کہ ہم نے پچھلے پانچ چھ سو سال کی سائنسی دریافتوں کو قرآنِ کریم میں بعد میں داخل کر دیا ہے۔

اسلام احمدیت کو سائنس یا سوالوں سے ڈر نہیں لگتا۔ ہم نے تو سائنس میں بہت ترقی کرنی ہے۔

3-https://www.islamic-awareness.org/quran/text/mss/topkapi

Topkapi محل ترکی میں موجود قرآن کریم کا قدیمی نسخہ سے سورۃ الضحٰی کا ایک ورق

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تو نوبل انعام کو کم از کم ہدف کے طور پر مقرر فرمایا ہے۔ لیکن ہمیں پوری سائنس چاہیے۔ یہ آدھی سی متکبرانہ سائنس نہیں۔ اس لیے جیسے جیسے ہمارے بچے سکولوں میں اپنی کلاسوں میں آگے جائیں، ہمارا فرض ہے، والدین کا فرض ہے کہ ہم انہیں یہ بتائیں کہ بہت سے سائنسی حقائق قرآنِ شریف 1400 سال پہلے بیان کر چکا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں ہم اپنے بچوں کو یہ بتائیں کہ ''قرآن خدا کا قول ہے اور سائنس خدا کا فعل ہے''[4]۔

ہو سکتا ہے ہمارے بچے پرائمری سکولوں میں پڑھ رہے ہوں کہ 500 سال پہلے Copernicus, Galileo اور Kepler جیسے سائنسدانوں نے یہ دریافت کیا تھا کہ سورج اور زمین ساکت نہیں بلکہ اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں۔ لیکن کیا ہمارے بچوں کو یہ بھی پتا ہے کہ یہ حقیقت قرآن شریف نے 1400 سال پہلے بیان فرما دی۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء آیت 34 میں فرماتا ہے ''وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب (اپنے اپنے) مدار میں رَواں دَواں ہیں''۔

سیکنڈری سکول کے بچے جب بائیولوجی اور فزکس کی کلاس میں پڑھ رہے ہوں گے کہ قدرت نے ہر چیز کا جوڑا (یعنی Pair) بنایا ہے۔ جیسے پھولوں کے نَر حصہ کو سٹیمنز اور مادہ کو پسٹل کہتے ہیں۔ لیکن کیا ہم نے اپنے بچوں کو یہ بتایا ہے کہ سینکڑوں سال پہلے اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین آیت 37 میں فرمایا: ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کیے ہیں اس میں سے بھی جس کو زمین اُگاتی ہے اور خود ان کی جانوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے''۔

یہ آخری حصہ قابلِ غور ہے۔ ''اُن چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے'' جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو دنیا نہیں جانتی تھی کہ matter یعنی مادہ کا جوڑا antimatter ہے۔ اسے Paul Dirac نے 1933ء میں دریافت کر کے نوبل انعام حاصل کیا۔ دنیا نہیں جانتی تھی کہ ایک ایٹم کے اندر پروٹونز اور نیوٹرونز کے جوڑے ہیں۔ Ernest Rutherford اور James Chadwick نے 1919ء اور 1932ء میں انہیں دریافت کیا۔ دنیا نہیں جانتی تھی کہ ان پروٹونز اور نیوٹرونز کے اندر اس سے بھی چھوٹے subatomic پارٹیکلز ہیں جنہیں Quarks کہتے ہیں۔ انہیں Murray Gell-Mann اور George Zweig نے 1964ء میں کوارکس کو دریافت کیا۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ ایک ریت کے ذرہ میں 45 کروڑ کوارکس کے جوڑے ہیں۔ دنیا یہ سب نہیں جانتی تھی مگر ان آیاتِ کریمہ سے پتا چلتا ہے کہ ہمارا خدا جانتا تھا۔

ایک طرف Copernicus, Kepler, Galileo, Dirac, Rutherford, Chadwick, Gellman اور ان جیسے لاکھوں پاؤنڈز کی تجربہ گاہوں میں کام کرنے والے، نوبل پرائز جیتنے والے سائنسدان اور دوسری طرف عرب کے صحراؤں میں ایک اُمّی رسول ﷺ جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اگر اس کائنات کا کوئی خالق نہیں، کوئی خدا نہیں، تو کس نے یہ سائنسی راز رسول اللہ ﷺ پر کھول دیے؟ اگر یہ محض اتفاق ہے تو دوسری مذاہبی کتابوں میں کثرت سے ایسے اتفاقات کیوں نہیں ملتے؟

کالج جانے والے وہ بچے جو سمندروں کی سائنس یعنی Oceanography پڑھ رہے ہیں کہ سمندر کو پانی کی تین تہوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ پہلے 200 میٹرز کو فوٹک زون (Euphotic zone) کہتے ہیں، جہاں تک روشنی سرایت کرتی ہے۔ پھر 200 سے 1000 میٹر کی تہہ کو ڈیسفوٹک زون (Dysphotic zone) کہتے ہیں، جہاں ہلکی سی روشنی رہتی ہے۔ لیکن ایک کلومیٹر کے بعد تیسری تہ ایفوٹک زون (Aphotic zone) میں مکمل اندھیرا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ نور آیت 41 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''یا (ان کے اعمال) اندھیروں کی طرح ہیں جو گہرے سمندر میں ہوں جس کو موج کے اوپر ایک اور موج نے ڈھانپ رکھا ہو''۔

جب 2012ء میں جیمز کیمرن (James Cameron) بحرالکاہل کی تہ تک گیا تو اس کا خیال تھا کہ وہ عجیب وغریب مچھلیاں دیکھے گا۔ اس نے کیا دیکھا؟ گھپ اندھیرا[5]۔ ماہر تیراک بھی یہ بتاتے ہیں کہ سمندر کی گہرائیوں میں اتنا اندھیرا ہے کہ انسان کو اپنا ہاتھ تک نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ سورہ نور آیت 41 ہی میں فرماتا ہے ''جب وہ اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے بھی نہیں دیکھ سکتا''۔

آنحضرت ﷺ نے سائنسدانوں کی طرح کبھی سمندروں کا سفر نہیں کیا۔ اگر قرآنِ کریم خدا کا کلام نہیں تو اُس اُمّی رسول کو سمندر کی تہوں میں چھپے اندھیرے کس نے دکھائے؟

اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کے بارہ میں سائنس کہتی ہے کہ ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے لیکن قرآنِ کریم کہتا ہے کہ تم انہیں دیکھو گے۔ سورہ انبیاء آیت 31 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰہُمَا۔

ترجمہ: ''کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے پس ہم نے ان کو کھول دیا''۔

یہ آیت بگ بینگ (Big Bang) اور بلیک ہولز (Black holes) کی پیش گوئی کرتی ہے لیکن مزید غور کریں تو ایک لطیف نکتہ سمجھ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اَوَلَمۡ یَرَ۔ ''کیا انہوں نے نہیں دیکھا؟''۔ صرف دس سال پہلے تک سائنسدانوں کا خیال تھا کہ بلیک ہولز کو نہیں دیکھا جا سکتا کیونکہ اس میں سے روشنی

4- مذہب اور سائنس، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 500

5- The New York Times by William Broad. March 26, 2012

بھی باہر نہیں نکل سکتی۔ لیکن چار سال پہلے Event Horizon Telescope کے ذریعہ سائنسدانوں نے بلیک ہولز کو بھی دیکھ لیا[6] اور ان کی تصاویر نیشنل جیوگرافک اور دیگر رسالوں میں ہم سب نے بھی دیکھ لیں۔ اَوَلَمۡ یَرَا۔ کیا یہ سب دیکھ کر بھی ہم ہستی باری تعالیٰ کو ماننے سے انکار کردیں؟ جس نے 1400 سال پہلے ان رازوں کی نشاندہی فرمادی تھی؟

دیکھیں بچے جوان ہو جائیں، ان کی شادیاں ہوجائیں، اللہ تعالیٰ انہیں اولاد سے نواز دے۔ تب بھی ہستی باری تعالیٰ کے قرآنی دلائل ان کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ اولاد نرینہ کی خواہش تو ایک فطری امر ہے اس میں تو کوئی قباحت نہیں۔ لیکن ایسی ماؤں کو طعنے دینا، تکلیفیں دینا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف بیٹیوں سے نوازا ہو۔ یہ تو ظلم ہے۔ لیکن بیسویں صدی کے شروع میں بہت سے سائنسی تجربات سے یہ ثابت ہو گیا کہ پیدا ہونے والے بچے کی جنس کا تعلق تو صرف مرد کے جرثومے یا کرموسوم سے ہوتا ہے۔ عورت کا تو اس میں کوئی دخل ہی نہیں۔ مغربی دنیا کے لئے یہ ایک حیران کن سائنسی انکشاف تھا۔ لیکن قرآن تو 1400 سال سے ان مظلوم ماؤں کے حق میں کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ نجم آیت 46 میں فرماتا ہے ''اسی نے نطفہ سے نر اور مادہ کو پیدا کیا''۔ بیٹیوں، بہوؤں، ماؤں پر ظلم کرنے والے یہ سوچ لیں کہ ایک دن اس خدا کو حساب بھی دینا ہے۔

بہت سی مثالیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے کوئی بات قرآن شریف میں بیان کی اور سائنس نے سینکڑوں سال بعد اسے دریافت کیا۔

پہاڑ ساکت نہیں بلکہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں، سورۃ نمل:89۔ ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی، سورۃ انبیاء 31۔ جِلد سب سے زیادہ درد کو محسوس کرتی ہے، النساء:57۔ جنینیت یا ایمبریولوجی کی تفصیل المومنون 14، جنیٹک انجینئرنگ۔ النساء 120، کشش ثقل و گریویٹی۔ سورۃ الرعد 3، ایسٹرین، سورۃ الواقعہ 71۔ واٹر سائیکل، الذّاریات 3 اور کئی آیات ہیں جو نظریہ ارتقاء یا ایوولوشن کی جزوی تائید کرتی ہیں۔ قرآن شریف نے تو ہستی باری تعالیٰ کے سائنسی دلائل کا انبار لگادیا ہے۔ ہستی باری تعالیٰ کے دلائل تو قرآن نے پھیلا دیے ہیں۔ آسمانوں میں بھی اور سمندروں کی تہوں میں بھی، سورج اور چاند میں بھی اور ریت کے ذرّوں میں بھی۔

ہستی باری تعالیٰ کی دلیل تو آپ میں سے ہر وہ احمدی ہے جس نے قبولیتِ دعا کا ذاتی تجربہ کیا ہے۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت تو یہ جماعت ہے۔ ہر نبی کی جماعت ہے جو ایک بچے کی طرح کمزور ہوتے ہوئے بھی دنیا کی سب طاقتوں کو ہرا دیتی ہے۔

صرف دیکھنے والی آنکھ چاہیے۔ خدا کے ثبوت تو ہر طرف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحدید آیت 5 میں فرماتا ہے۔

وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ

''وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو''

لیکن تقریباً 25 سال کی دنیاوی تعلیم کے بعد افسوس ہے کہ ہم بڑے ہو جاتے ہیں یا شاید ہماری اَنا بڑی ہو جاتی ہے۔ جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں افتتاحی خطاب میں توجہ دلائی۔ بچوں کی طرح رونے کی بجائے ہم کچھ بڑوں کی طرح بحث کرنے لگتے ہیں۔ اور کچھ نوجوان آدھی سی سائنس پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ اب انہیں اپنے حقیقی خالق کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کے بارے میں Quantum physics کا ایک بانی Werner Heisenberg کہتا ہے۔

“The first gulp from the glass of natural sciences will turn you into an atheist, but at the bottom of the glass God is waiting for you.”

''سائنس کے گلاس سے پہلا گھونٹ پیتے ہی آپ دہریہ ہو جائیں گے۔ لیکن اسی گلاس کے پیندے میں خدا آپ کا انتظار کر رہا ہے''۔

Werner Heisenberg

سائنس کے گلاس سے پہلا گھونٹ پی کر کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ کائنات خدا نے بنائی ہے تو پھر وہ خدا کہاں ہے؟ سائنسی تجربات کی طرح ہمیں نظر کیوں نہیں آتا؟ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ماں کے پیٹ میں ایک بچہ یہ سوال کرے کہ میری ماں کہاں ہے؟ نظر کیوں نہیں آتی؟ حالانکہ ماں تو ہر طرف ہے۔ جیسے الیکٹرومیگنیٹک سپیکٹرم کی شعاعیں ہمارے ہر طرف پھیلی ہیں لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ انسان کی آنکھ ان ایک ہزار شعاعوں میں سے نو سو چھیانوے کو نہیں دیکھ سکتی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ''جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہے اُسے چاہئے کہ دعا کرے۔ ان آنکھوں سے وہ نظر نہیں آتا بلکہ دعا کی آنکھوں سے نظر آتا ہے[7]''۔

یہ ہے خدا کو دیکھنے کی سائنس۔

کچھ سائنس کا ایک گھونٹ پی کر یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دنیا اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں تو اللہ تعالیٰ کو کس نے بنایا ہے؟ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ اس کمرے کو احمد نے پینٹ کیا ہے تو احمد کو کس نے پینٹ کیا ہے؟ مضحکہ خیز بات ہے۔ اسے ''کیٹگری مسٹیک'' کہتے ہیں یعنی کسی چیز کو غلط زُمرہ میں پرکھنا۔ خدا ہماری طرح مادہ سے نہیں بنا۔ لطیف الخبیر ہے[8]۔ اِس عظیم روحانی اَسرار کو ہم ایک تنگ سے سائنسی دائرے میں تو نہیں سمجھ سکتے۔

بات یہ ہے کہ کچھ نوجوان دہریت کی طرف اس لیے بھی جاتے ہیں کیونکہ انہیں لگتا ہے کہ اس میں آزادی ہے۔ نہ نماز کی ضرورت نہ قرآن کی حاجت۔ نہ پردے کی فکر نہ شراب کی۔ جو چاہو کرو۔ وہ سوچتے ہیں کہ مَیں کسی نا دیکھی ہستی کی غلامی کیوں کروں؟ مَیں تو آزاد ہوں۔ اچھا؟ آپ آزاد ہیں؟ ہستی باری تعالیٰ کے منکرین اگر سوچیں تو بدترین اور سب سے بڑے غلام ہیں۔ فیس بک Likes کے غلام، YouTube ویوز کے غلام، retweets کے غلام، مال کی ہوس کے غلام، افسر (Boss) کی خوشامد کے غلام، اپنے ہی نفس کے غلام، فلمی اداکاروں کے، گلوکاروں، فن پاروں کے غلام۔ جیسے حضرت

6-https://eventhorizontelescope.org/blog/astronomers-reveal-first-image-black-hole-heart-our-galaxy

7- ملفوظات جلد سوم صفحہ 618، ایڈیشن 1988ء

8- الانعام: 104

خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ستائیس سال پہلے جلسہ سالانہ برطانیہ میں ہی فرمایا تھا۔ ''وہ انسان جس نے ضرور پوجنا ہے، کسی کو ضرور پوجنا ہے۔ جب وہ خدا کو نہیں پوجتا تو اس کے معبود ذلیل سے ذلیل تر ہوتے چلے جاتے ہیں[9]۔'' خدا پر حق الیقین رکھنے والے ان مصنوعی خداؤں سے تو آزاد رہتے ہیں۔

دنیاوی سائنسی دلائل سے ہم خدا کو سمجھ تو سکتے ہیں لیکن گلاس کے پیندے تک پہنچنے کے لیے، خدا کا مشاہدہ اور تجربہ کرنے کے لیے، ''خدا ہے'' کے مقام تک پہنچنے کے لیے ہمیں دعا کی سائنس کی ضرورت پڑتی ہے۔ جی! آپ نے ٹھیک پڑھا۔ دعا کی سائنس۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے جیسے دعاؤں کے لاتعداد معجزے دکھائے ہیں وہ کسی سائنس سے کم نہیں۔ دیکھیں سائنس نام ہے مشاہدے کا، تجربہ کا اور نتیجے کا۔ صحابہ احمدیت نے حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیتِ دعا کے بے شمار مشاہدے اور تجربے کیے۔ ایک مرتبہ حیدر آباد دکن سے ایک لڑکا عبدالکریم قادیان پڑھنے کی غرض سے آیا جب اسے پاگل کتے نے کاٹ لیا تو عبدالکریم کو rabies کی بیماری ہوگئی۔ قادیان سے 300 کلومیٹر دور کسولی میں Rabies کے علاج کے لیے ایک مشہور ہسپتال Pasteur Center تھا جہاں ہر سال تقریباً 20,000 Rabies کے مریضوں کا علاج ہوتا تھا۔ وہاں تشخیص اور علاج کروانے کے باوجود جب عبدالکریم میں بیماری کی علامات ظاہر ہوگئیں تو دوبارہ Pasteur center تار بھجا گیا تو جواب آیا:

''Sorry, nothing can be done for Abdul Karim''

''ہمیں افسوس ہے کہ عبدالکریم کے لیے اب کچھ نہیں کیا جا سکتا''۔

دنیاوی سائنس نے جواب دے دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ''تب میرا دل اس کے لیے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا[10]''۔

آپ علیہ السلام کی دردمندانہ دعاؤں سے عبدالکریم کو نہ صرف اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں شفا بخشی بلکہ موت کے منہ پر کھڑا عبدالکریم مزید 28 سال تک زندہ رہا۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے 25000 سے زیادہ پیچیدہ infectious disease کے مریضوں کا علاج کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مَیں یہ مکمل اعتماد سے آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ آج سوا سو سال کے بعد بھی اگر کسی unvaccinated انسان کو rabies کے مرض کی علامات ظاہر ہو جائیں تو آج بھی موت سو فیصد یقینی ہے۔ جن صحابہ نے عبدالکریم کی معجزانہ شفا کا مشاہدہ کیا ہوگا، آپ سمجھتے ہیں کہ ان کو ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں کسی اور دلیل کی ضرورت رہ گئی ہوگی؟ یہ ایک واقعہ ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ اتفاق ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو 200 سے زیادہ نشان صرف حقیقۃ الوحی میں بیان فرما دیئے ہیں۔ آپ اس کے بارہ میں ایک پُرشوکت چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر کوئی چالاکی اور گستاخی سے اس معجزہ میں میرا مقابلہ کرے اور یہ مقابلہ ایسی صورت سے کیا جائے کہ مثلاً قرعہ اندازی سے بیس بیمار میرے حوالہ کئے جائیں اور بیس اس کے حوالے کئے جائیں تو خدا تعالیٰ ان بیماروں کو جو میرے حصہ میں آئیں شفایابی میں صریح طور پر فریقِ ثانی کے بیماروں سے زیادہ رکھے گا اور یہ نمایاں معجزہ ہوگا[11]''۔

اگر سوچیں تو حضرت مسیح موعودؑ یہاں قبولیتِ دعا کو بالکل انہیں مراحل سے گزار رہے ہیں جن سے ہم طِبّ کے ماہرین کسی نئے علاج کو گزارتے ہیں۔ جس کے تین مراحل ہیں۔

1.Randomization, 2.Outcome measures, 3.Statistical analysis

یہی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ دنیا کی سائنس پر عمل کرنے سے صرف شفا نہیں ملتی ہے لیکن اس سائنس پر عمل کرنے سے زندہ خدا بھی ملتا ہے۔ یہ دعا کی سائنس ایسی قابلِ اعتماد ہے کہ آپ کے غلاموں کو بھی زندہ خدا کا تجربہ ہوا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں ایک احمدی بزرگ تھے جو اپنی روزانہ کی آمدن سے ایک اُٹھنّی اپنی اس دن کی ضرورت کے لیے رکھ کر باقی تمام رقم چندے میں بھجوا دیتے تھے۔ ایک دن انہیں 300 روپے موصول ہوئے۔ انہوں نے سوچا رقم کچھ زیادہ ہے۔ کیوں نہ چھ مہینوں کی ضرورتوں کے لیے 90 روپے آج ہی رکھ لوں تا کہ آسانی رہے گی۔ اس دن لوگ کہتے ہیں کہ جب وہ مسجد سے ظہر کی نماز پڑھ کے فارغ ہوئے تو فوراً گھر چل دیئے جو ان کا معمول نہیں تھا۔ کسی نے پوچھا ایسی کیا جلدی ہے؟ وہ کہتے ہیں مجھے ابھی نماز میں آواز آئی ''ہن مَیں چھ مہینے لئی تیرا ربّ نہیں رہیا؟ اور کہتے ہیں مَیں اسی وقت گھر جا کے اپنی ایک اُٹھنّی رکھوں گا اور باقی کے سارے پیسے چندے میں بھیج دوں گا[12]''۔

دور کیوں جائیں۔ ان شاءاللہ کل آپ اور مَیں یہاں عالمی بیعت میں حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پہ خدا کی ایک زندہ دلیل نہیں دیکھ لیں گے؟

ہمیں اپنے بچوں کو بتانا ہے کہ دہریت کا راستہ سائنس کا راستہ نہیں، تکبّر کا راستہ ہے[13]۔

اسی تکبّر کی طرف تو اشارہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے Richard Dawkins کو قرآنِ شریف کی 5 volume commentary اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ بھجوایا تھا لیکن اُس نے کہا کہ آپ میری کتاب پڑھیں۔ مجھے آپ کی کتابوں کی ضرورت نہیں[14]۔

Richard dawkins, Sam harris, Christopher hitchen جیسے نام نہاد فلاسفرز، سائنس کے گلاس سے چند گھونٹ پی کر اپنے تکبّر اور شیخیوں کو عقل کا نام دیتے ہیں۔ ان کے لئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا:

9- افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ 1996ء۔ خطابات طاہر جلد دوم صفحہ 408
10-(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 480 آن لائن ایڈیشن)

11- حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 91 آن لائن ایڈیشن

12- مشعل راہ جلد دوم صفحہ 166، فرمودہ 7 ستمبر 1969ء بمقام احمدیہ ہال کراچی
13-What is the strongest proof for the existence of God that one could present to those who do not believe in God? Al-Hakam 3rd December 2021
14-This Week with Huzoor. 11th Dec 2020

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خدا کو دِل سے نہ لاف و گزاف سے

سائنس کے گلاس کے پیندے تک کا سفر ایک لمبا سفر ہے۔ تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ ایک بڑی سائنسی پیش رَفت کے لیے آج کل ایک اچھے سائنسدان کو 20-25 سال صَرف کرنے پڑتے ہیں[15]۔ اسی طرح ہم اور ہمارے بچے بھی 20 سے 25 سال تک سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جان مارتے ہیں۔

آج دعا کی سائنس کی اعلیٰ ترین یونیورسٹی خلافت ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے 20 سے 25 سال، اتنی ہی محنت اور سچائی سے اس یونیورسٹی سے استفادہ کیا ہے؟ کیا ہماری یہ توقع جائز ہے کہ ایک ڈگری پانے کے لیے تو ہم اور ہمارے بچے 25 سال محنت کریں۔ لیکن زندہ خدا کو پانے کے لیے ہم 25 دن بھی رو رو کر دعائیں نہ کریں؟ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ رونے اور آہ وزاری کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے''[16]۔

وہ عظیم نبی ﷺ جو پیدا ہوا تو ایک یتیم بچہ تھا، جس کی ماں چھ سال میں اُسے چھوڑ گئی، اُس نے غارِ حِرا کی تاریکی میں کس کرب سے دعائیں کی ہوں گی، کس دل سے خدا کو ڈھونڈا ہوگا، کہ خدا خود اس تک پہنچ گیا۔ بہت سال بعد بھی جب حضرت عبداللہ بن شخیرؓ فرماتے ہیں ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اُن کی چھاتی سے رونے کی وجہ سے ایسے آواز آ رہی تھی جیسے کیتلی میں پانی اُبل رہا ہو''[17]۔

آپ کے غلامِ صادق نے بھی دل ہی سے خدا کو ڈھونڈا۔ ایک صحابی حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ طاعون کے دنوں میں ایک رات میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو سجدہ ریز اس طرح گڑگڑاتے ہوئے دیکھا جیسے ہنڈیا اُبل رہی ہو۔ قریب ہو کر میں نے سُنا تو آپ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ، اس عذاب سے دنیا کو بچالے[18]۔

اب کرنا کیا ہے؟ دیکھیں باتوں سے تو کچھ نہیں فائدہ ہو گا۔ تقریریں تو بے معنی ہیں اگر ہم ان رستوں پر نہ چلیں جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ہمارے لیے متعین فرمائے ہیں۔

اب ہمیں دو کام کرنے ہیں۔ پہلا کام تو یہ ہے کہ ہماری عمر کتنی ہی بڑی ہو جائے خدا کے حضور ہمیں اسی کمزور، عاجز بچے کی طرح حاضر ہونا ہے۔ اپنی کہانی یاد کرنی ہے۔ بھولنی نہیں۔ جب بچپن میں بھوک لگتی تھی تو ہم ماں پر شک تو نہیں کرتے تھے۔ بحث تو نہیں کرتے تھے۔ اس کی موجودگی کا انکار نہیں کرتے تھے اور زیادہ روتے تھے۔ اور اونچا روتے تھے۔ ہمارے پاس ماں تک پہنچنے کی طاقت نہیں تھی لیکن ماں ہماری چیخیں سن کر ہم تک پہنچ جاتی تھی۔ اور چنے کے سائز کے برابر تھا ماں کی رحمت کا منبع، posterior pituitary۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت لامتناہی ہے اور وہ فرماتا ہے:

لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ۔ (الانعام:104)

''نظریں اس تک نہیں پہنچ سکتیں لیکن وہ نظروں تک پہنچتا ہے''۔

نمازوں میں رو رو کر دعائیں مانگنی ہیں۔ ضرورت پڑنے پر خود استخارہ بھی کرنا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''قبولیت دعا ہستی باری تعالیٰ کی زبردست دلیل ہے''[19]۔ کالجوں کی سائنس پر جتنا وقت ہم دیتے ہیں دعا کی سائنس پر بھی دیں تو ہستی باری تعالیٰ کے سوال حل ہو جائیں۔

دوسرا کام ہے اپنے نمونے سے دنیاوی علم کے ساتھ، اپنے بچوں کو نماز اور قرآن کی طرف بلانا ہے۔ بچو! چلو اس کرکٹ میچ سے پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اچھا اس نیٹ فلکس شو کو شروع کرنے سے پہلے قرآن کی تلاوت کرلو۔ یاد رکھیں کہ عیسائیت سے دَہریہ ہونے والوں میں اور اسلام سے دَہریہ ہونے والوں میں ایک بڑا واضح فرق ہے۔

عیسائی جب بائبل کو غور سے پڑھتے ہیں تو دہریت کی طرف چلے جاتے ہیں۔

مسلمان جب قرآن کو غور سے نہیں پڑھتے تو دہریت کی طرف چلے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں سائنس ہزار ترقی کرلے، قرآن پر غالب نہیں آسکتی[20]۔

اگر ایک محنتی سائنسدان کی طرح کئی سال تک ہمیں ان بنیادی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا ہو جائے، یہ باتیں جن کی طرف حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں کب سے بُلا رہے ہیں۔ تو اللہ کے فضل سے شاید وہ مقام عطا ہو جائے جس کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ: ''ہم خدا کے ہو جائیں اور خدا ہمارا ہو جائے... ہم خدا کو دیکھیں اور دنیا ہم میں خدا کو دیکھے''[21]۔ تب ان شاءاللہ ہمیں دہریوں سے بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ کیونکہ احمدیت کا مقصد دماغوں کو ہرانا نہیں، دِلوں کو جیتنا ہے۔

یہ راستہ لمبا ہے۔ یہ راہ تنگ ہے پر یہی ایک راہ ہے۔ ہم نے مایوس نہیں ہونا۔ اس لیے اب حضرت مسیح موعودؑ کے پُرامید الفاظ پر اِس گفتگو کو مکمل کرتے ہیں:

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک بچہ جب بھوک سے بے تاب ہو کر دودھ کے لئے چِلّاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اُس کی چیخیں دودھ کو کیوں کر کھینچ لاتی ہیں؟ ... کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لاسکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے۔ مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے''[22]۔

ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

15-The case for basic biological research by Isobel Ronai. Science and Society. Vol 25, Issue 2, page 65-69. Feb 2019
16- ملفوظات جلد اوّل صفحہ 352، ایڈیشن 1984ء
17- ریاض الصالحین جلد اوّل مترجم از مولانا خیل الرحمٰن نعمانی صفحہ 283، حدیث نمبر 453
18- حضور انور ایدہ اللہ کا جلسہ سالانہ یوکے 2014ء سے اختتامی خطاب۔ الفضل انٹرنیشنل 6 مارچ 2015ء صفحہ 14، ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی عرفانیؓ صاحب صفحہ 412-411
19- ملفوظات جلد 3 صفحہ 6، ایڈیشن 2022ء
20- ماخوذ از ملفوظات جلد دہم، صفحہ 378۔ ایڈیشن 2022ء
21- سیر روحانی صفحہ 404 ایڈیشن 2017ء
22-ملفوظات جلد اوّل صفحہ 129۔ ایڈیشن 1984ء

ادبی صفحہ

(مرتبہ: مدبّر احمد خان)

آتی ہے اردو زباں آتے آتے

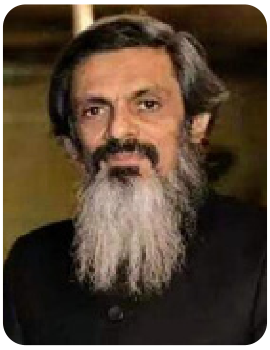

ڈاکٹر رؤف پاریکھ

رؤف پاریکھ صاحب کی کتاب "صحتِ زباں" سے پیش لفظ کی چند سطروں کے بعد چند اصلاحات پیشِ خدمت ہیں۔

بعض اوقات کسی لفظ یا ترکیب کا غلط املا اتنا رائج ہو جاتا ہے کہ اخبارات اور جرائد میں بھی ان کا غلط املا لکھا جاتا ہے۔ پھر اس کے درست املا کو بالعموم غلط قرار دیا جاتا ہے اور غلط کو صحیح مان لیا جاتا ہے، حتیٰ کہ بعض لغات میں کبھی کسی لفظ کا غلط املا بھی درج ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد بعض لوگ درست املا کو غلط کہتے ہیں بلکہ درست املا لکھنے پر جھگڑتے ہیں۔

رشید حسن خاں کے بقول غلط نویسی دراصل خوش نویسی کی پیداوار ہے۔ راقم کا ذاتی تجربہ بھی یہی ہے۔ بعض کاتب یعنی خوش نویس اصل میں غلط نویس ہوتے ہیں اور بعض کاتب حضرات شوقِ اصلاح کے مارے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے معروف شعرا کو بھی بعض کاتب حضرات اصلاح دینے سے باز نہیں رہ سکے۔ اور ان کے کلام میں تبدیلیاں بھی کر دیں۔ کاتبوں کی انہی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر فارسی کے کسی شاعر نے کاتبوں کو چنگیز خاں سے بھی زیادہ ستم گر قرار دیتے ہوئے کہا تھا:

ہیچ از چنگیز خاں بر عالمِ صورت نرفت
آں ستم کز کاتباں بر عالمِ معنی رود

دوا یا دوائی؟

بعض لوگوں کو "دوائی" بولتے سنا تھا اب اس طرح کچھ لوگ لکھنے بھی لگے ہیں اور اس کی جمع "دوائیاں" بھی بنا لی جاتی ہے، حالانکہ دوائی کوئی لفظ نہیں۔ صحیح لفظ دوا ہے۔ دوا عربی کا لفظ ہے۔ عربی میں اس کی جمع ادویہ ہے اور جمع الجمع ادویات۔ اردو کے لحاظ سے اس کی جمع "دوائیں" بنے گی۔ "دوا" کہنا کافی ہے۔ اس کے آگے "ئی" لگانے کا کیا جواز ہے؟

عوام: مذکر یا مونث؟

اب ریڈیو اور ٹی وی کے تلفظ کا جو عالم ہے اسے دیکھ کر زیڈ اے بخاری صاحب کا خدا جانے کیا ردِّعمل ہوتا۔ اگر وہ حسبِ سابق کسی اعلیٰ عہدے پر ہوتے تو شاید زیادہ تر پروگرام نشر ہی نہ ہو سکتے۔ مثال کے طور پر اب ٹی وی کے بیش تر چینل "عوام" کو مذکر اور جمع کی بجائے مونث اور واحد بولتے ہیں یعنی "عوام سوچ رہے ہیں" کی بجائے "عوام سوچ رہی ہے"۔ ان کی دیکھا دیکھی اب اخبارات بھی اسی طرح لکھنے لگے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ اس کی کیا سند ہے؟ اردو کی تمام لغات کے مطابق عوام جمع ہے اور مذکر ہے۔ گویا "عوام سوچ رہی ہے" یا "کہہ رہی ہے" لکھنا یا بولنا غلط ہے۔ درست یوں ہوگا: "عوام سوچ رہے ہیں" یا "عوام کہہ رہے ہیں"۔

"کا شکریہ" یا "کے لیے شکریہ"

ایک بدعت جو زبان کے معاملے میں جائز تصوّر کر لی گئی ہے وہ انگریزی محاورے یا روزمرہ کا لفظی اردو ترجمہ ہے۔ مثلاً اردو میں جب کسی چیز یا کام کا شکریہ ادا کرنا ہو تو کہا جاتا ہے ''کا شکریہ''۔ جیسے کتاب کا شکریہ، تشریف لانے کا شکریہ، انتظار کرنے کا شکریہ۔ لیکن اب ہم ٹی وی پر بھی اور عام گفتگو میں بھی کچھ اس طرح کے جملے سنتے ہیں کہ "کتاب کے لیے شکریہ" یا "انتظار کرنے کے لیے شکریہ''۔ اردو روزمرہ کے لحاظ سے یہ بالکل غلط ہے۔ اور غالباً انگریزی کی ترکیب Thank you for کا لفظی ترجمہ ہے جو اردو میں بہت بھونڈا معلوم ہوتا ہے۔ صحیح استعمال ہوگا "کا شکریہ"۔ بہرحال، اس تحریر کو یہاں تک پڑھنے "کا" شکریہ۔

ناتا یا ناطہ؟

ناتا عربی کا لفظ ہرگز نہیں ہے۔ اور طوے (ط) عربی الفاظ ہی میں آ سکتی ہے۔ ناتا خالصتاً دیسی لفظ ہے۔ اسے آپ ہندی یا اردو کا لفظ کہہ لیجیے۔ لہٰذا اس کے املا میں "ط" کا کوئی کام نہیں۔ اس کا درست املا "ناتا" ہے۔ اس کے مرکبات مثلاً رشتہ ناتا، ناتا جوڑنا، ناتا توڑنا وغیرہ میں بھی "ت" ہی لکھنا صحیح ہے۔

براہِ مہربانی یا برائے مہربانی؟

براہِ مہربانی کے لفظی معنی ہیں " مہربانی کی راہ سے"۔ اسی لیے اس کو "از راہِ مہربانی" (یعنی مہربانی کی راہ سے) بھی لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح "ازراہِ کرم'' (یعنی کرم کی راہ سے) کی ترکیب بھی مستعمل ہے۔ گویا درست ترکیب ہے براہِ مہربانی۔ لیکن آج کل لوگ بالعموم "برائے مہربانی" بولتے اور لکھتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ براہِ مہربانی" یا "مہربانی فرما کر" لکھنا چاہیے۔ امید ہے کہ آپ براہِ مہربانی آئندہ "براہِ مہربانی" لکھا کریں گے نہ کہ برائے مہربانی۔

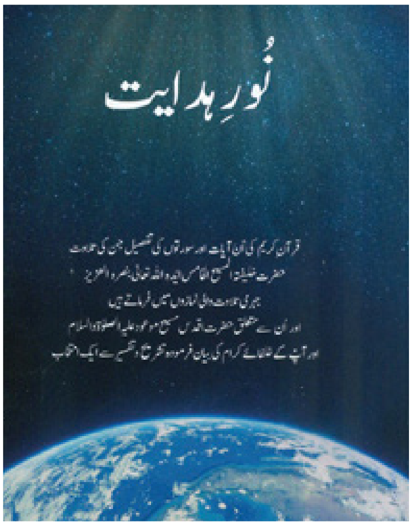

نُورِ ہدایت

(مرتبہ: مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

قرآنِ کریم کے جن حصّوں کی تلاوت حضرت امیر المومنین نمازوں میں فرماتے ہیں ان کی تفسیر بھی ہم سب کے لیے سمجھنا ضروری ہے۔
اس مقصد کے لیے ان آیات کی تفسیر پر مشتمل ایک سلسلہ مضامین شروع کیا جا رہا ہے جو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفائے کرام کی بیان فرمودہ تشریح و تفسیر پر مشتمل مرتب کی گئی کتاب نورِ ہدایت سے لیا گیا ہے۔

18 مئی 1996ء کو ہمبرگ (جرمنی) میں واقفینِ نو بچوں اور بچیوں کی ایک کلاس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقد ہوئی۔ اس کلاس کے دوران حضور رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ اذان کے بعد کی دعا کس کو آتی ہے تو سوائے ایک آدھ کے کسی کو بھی یہ دعا یاد نہیں تھی اور اس کا ترجمہ بھی کسی کو نہیں آتا تھا۔ حضور رحمہ اللہ نے اچھی طرح سمجھا کر اذان کے بعد کی دعا اور اس کا ترجمہ سکھایا اور تاکید فرمائی کہ آپ نظمیں یا دعائیں جو کچھ بھی یاد کریں اس کے ترجمہ و مفہوم کو بھی اچھی طرح یاد کریں۔ اسی تسلسل میں آپؒ نے یہ بھی فرمایا:

''بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کرنی چاہئیں جن کی نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں اور اکثر مَیں فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں بدل بدل کر تلاوت کرتا ہوں''۔

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''یہ آیتیں جو مَیں نے چُنی ہیں کسی مقصد کے لئے چُنی ہیں۔ اگر ان کا ترجمہ آتا ہو تو اس کا دل پر اثر پڑے گا۔ اگر مطلب نہ آتا ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں''۔

اسی طرح حضور رحمہ اللہ نے تاکیدی ہدایت فرمائی:

''جو سورت تلاوت کریں اس کا ترجمہ ضرور آنا چاہئے۔ ترجمہ کو غور سے پڑھیں اور یاد کریں اور اتنا یاد کریں کہ اِدھر تلاوت ہو رہی ہو اور اُدھر آپ کے دل میں اس کا مضمون اتر رہا ہو حتی کہ آپ کا دل قرآن کی عظمت سے بھر جائے''۔ (الفضل انٹرنیشنل 7 تا 13 جون 1996ء صفحہ 9)

اس مضمون میں وہ تمام آیات و سُوَرِ قرآنی جن کی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہری تلاوت والی نمازوں (یعنی فجر، مغرب، عشاء اور جمعہ) میں تلاوت فرماتے ہیں ان کا عربی متن مع ترجمہ اور اسی طرح ان کی مختصر تشریح و تفسیر کو شامل کیا گیا ہے تا کہ افرادِ جماعت جب ان آیات وسُوَر کی تلاوت کریں یا سنیں تو ان کے مضامین بھی ان کے پیشِ نظر رہیں اور ان کے دل قرآن کی عظمت سے بھر جائیں۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ کامل اور آپ کے عظیم روحانی فرزند حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

''خداوند تعالیٰ نے اس احقر العباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشانِ آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے''۔

(براہینِ احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 596 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:

''جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآنِ شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہلِ زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یوروپین یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں، وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اُس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلّح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں... کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآنِ شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن سے سخت بے نصیب ہے۔... قرآنِ شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صُحُفِ مطہّرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو''۔

اسی طرح فرمایا:

''قرآنِ شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔... یہ بھی یاد رکھیں کہ قرآنِ شریف کے ایک معنے کے ساتھ اگر دوسرے معنے بھی ہوں توان دونوں معنوں میں کوئی تناقض پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہدایت قرآنی میں کوئی نقص عائد حال ہوتا ہے۔ بلکہ ایک نور کے ساتھ دوسرا نور مل کر عظمتِ فرقانی کی روشنی نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔ اور چونکہ زمانہ غیر محدود انقلابات کی وجہ سے غیر محدود خیالات کا بالطبع محرّک ہے لہٰذا اس کا نئے پیرایہ میں ہو کر جلوہ گر ہونا یا نئے نئے علوم کو بمنصۂ ظہور لانا، نئے نئے بدعات اور محدثات کو دکھلانا ایک ضروری اَمر اس کے لئے پڑا ہوا ہے۔... قرآن بلاریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے اور ہر یک زمانہ کی ضروراتِ لاحقہ کا کامل طور پر متکفّل ہے''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 255 تا 261)

الغرض قرآنِ مجید اور احادیث نبویہ کی پیشگوئیوں کے مطابق تمکنتِ دین اسلام اور تعلیماتِ حقّہ قرآنی کی اشاعت وترویج کے لئے اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپؑ اور آپؑ کے بعد آپ کے خلفائے کرام ہی وہ مقدّس اور مبارک وجود ہیں جن کے ذریعہ سے تعلیم کتاب وحکمت اور اشاعتِ نورِ ہدایتِ قرآنی کا کام ساری دنیا میں جاری ہے۔ اس لئے ان آیات وسُورِ قرآنی کی تشریح وتفسیر کے لئے اِنہی مطہّر ومقدّس وجودوں کی بیان فرمودہ تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حقائق ومعارف قرآنی پر مشتمل جواہرات کے یہ خزانے اپنے حسن ورعنائی اور چمک دمک میں بے نظیر اور اپنی وسعت وگہرائی میں بیکراں اور لازوال اور لامتناہی ہیں۔ اور ضرورتِ زمانہ اور اقتضائے حال کے مطابق ان کا ظہور ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان پاک وجودوں کی بیان فرمودہ آسمانی اور نورانی تفسیر القرآن کے ہزار ہا صفحات پر مشتمل مواد میں سے یہ انتخاب محض بطور نمونہ کے ہے۔

امید ہے کہ اس کا مطالعہ افرادِ جماعت کے دلوں میں نہ صرف قرآنِ کریم کی محبّت اور اس کے عرفان میں اضافہ کا موجب ہوگا بلکہ ان کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کے فرمودات اور تحریرات کے بالاستیعاب مطالعہ اور تدبّر قرآن اور فہم وتعلیم قرآن کے لئے ایک ذوق اور شوق پیدا ہوگا اور وہ انوارِ قرآنی سے اپنے قلوب واذہان اور اپنے وجودوں کو منوّر کر کے اس نورِ ہدایت کو آگے پھیلاتے ہوئے خیرالرُّسُل، خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نہایت ہی مبشّر ومبارک نوید کا مصداق بننے کی ہر ممکن سعی کریں گے جس میں آپؐ نے اپنی اُمّت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا کہ خَیۡرُکُمۡ مَّنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَہٗ یعنی تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو پہلے خود قرآن سیکھے اور پھر دوسروں کو بھی سکھائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

سورۃ الفاتحہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رَبّ ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ترجمہ: خدا جس کا نام اللہ ہے تمام اقسام تعریفوں کا مستحق ہے۔ اور ہر ایک تعریف اُسی کی شان کے لائق ہے کیونکہ وہ ربّ العالمین ہے۔ وہ رحمان ہے، وہ رحیم ہے، وہ مالک یوم الدّین ہے۔ ہم (اے صفات کاملہ والے) تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں۔ ہمیں وہ سیدھی راہ دکھلا جو اُن لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے۔ اور اُن راہوں سے بچا جو اُن لوگوں کی راہیں ہیں جن پر تیرا غضب طاعون وغیرہ عذابوں سے دُنیا ہی میں وارد ہوا اور نیز اُن لوگوں کی راہوں سے بچا کہ جن پر اگرچہ دنیا میں کوئی عذاب وارد نہیں ہوا۔ مگر اُخروی نجات کی راہ سے وہ دور جا پڑے ہیں اور آخر عذاب میں گرفتار ہوں گے''۔ (ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 246)

☆ جاننا چاہئے کہ سورۃ فاتحہ کے بہت سے نام ہیں جن میں سے پہلا نام فَاتِحَۃُ الۡکِتَاب ہے اور اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ قرآنِ مجید اسی سورۃ سے شروع ہوتا ہے۔ نماز میں بھی پہلے یہی سورۃ پڑھی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ سے جو ربّ الارباب ہے دُعا کرتے وقت اسی (سورۃ) سے ابتدا کی جاتی ہے۔ اور میرے نزدیک اس سورۃ کو فاتحہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اِس سورۃ کو قرآن کریم کے مضامین کے لئے حَکَم قرار دیا ہے۔ اور جو اخبار غیبیہ اور حقائق ومعارف قرآن مجید میں احسان کرنے والے خدا کی طرف سے بیان کئے گئے ہیں وہ سب اس میں بھر دیئے گئے ہیں۔ اور جن امور کا انسان کو مبدء ومعاد (دنیا اور آخرت) کے سلسلہ میں جاننا ضروری ہے، وہ سب اس میں موجود ہیں مثلاً وجود باری، ضرورت نبوت اور مومن بندوں میں سلسلہ خلافت کے قیام پر استدلال۔

اور اس سورۃ کی سب سے بڑی اور اہم خبر یہ ہے کہ یہ سورۃ مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کی بشارت دیتی ہے۔... اسی طرح اس سورۃ میں بیان شدہ خبروں میں سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ یہ سورۃ اس دنیا کی عمر بتاتی ہے۔ ...یہ وہی سورۃ فاتحہ ہے جس کی خبر خدا تعالیٰ کے انبیاء میں سے ایک نبی نے دی۔ اس نبی نے کہا کہ میں نے ایک قوی فرشتہ دیکھا جو آسمان سے اترا، اس کے ہاتھ میں

سورۃ فاتحہ ایک چھوٹی سی کتاب کی شکل میں تھی اور خدائے قادر کے حکم سے اس کا دایاں پاؤں سمندر پر اور بایاں پاؤں خشکی پر پڑا اور وہ شیر کے غرّانے کی مانند بلند آواز میں پکارا، اس کی آواز سے سات گرجیں پیدا ہوئیں جن میں سے ہر ایک میں ایک مخصوص کلام (جملہ) سنائی دیا اور کہا گیا کہ ان گرجوں میں سے پیدا ہونے والے کلمات کو سربمہر کردے اور انہیں مت لکھ۔ خدائے مہربان نے ایسا ہی فرمایا ہے اور نازل ہونے والے فرشتہ نے اس زندہ خدا کی قسم کھا کر جس کے نور نے سمندروں اور آبادیوں کو روشن کیا ہے کہا کہ اس (مسیح موعود) کے زمانہ کے بعد اس شان و مرتبہ کا زمانہ نہ آئے گا۔ اور مفسّرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے۔ سو اب وہ زمانہ آ گیا ہے اور سورۃ فاتحہ کی سات آیات سے وہ سات آوازیں ظاہر ہوگئی ہیں اور یہ زمانہ نیکی اور ہدایت کے لحاظ سے آخری زمانہ ہے اور اس کے بعد کوئی زمانہ اس زمانہ کی شان و مرتبہ کا نہیں آئے گا اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی اَور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔ سوائے اس موعود لڑکے کے جس کے بارہ میں پہلے سے میرے ربّ کے کلام میں ذکر آ چکا ہے۔ یہی بات سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو (مسیح موعود) آنے والا تھا وہ آ گیا ہے اور زمین و آسمان اس پر گواہی دے رہے ہیں‘‘۔ (اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 73-70)

☆ سورۃ فاتحہ کے اور نام بھی ہیں جن میں سے ایک سُوْرَۃُ الْحَمْد بھی ہے کیونکہ یہ سورۃ ہمارے ربّ اعلیٰ کی حمد سے شروع ہوتی ہے۔

☆ اور سورۃ فاتحہ کا ایک نام اُمُّ القرآن بھی ہے کیونکہ وہ تمام قرآنی مطالب پر احسن پیرایہ میں حاوی ہے اور اس نے سیپ کی طرح قرآن کریم کے جواہرات اور موتیوں کو اپنے اندر لیا ہوا ہے۔ اور یہ سورۃ علم و عرفان کے پرندوں کے لئے گھونسلوں کی مانند بن گئی ہے۔ یاد رہے کہ قرآنِ کریم میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے چار مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ 1۔علم مبدء۔ 2۔علم معاد۔ 3۔علم نبوت۔ 4۔علم توحید ذات و صفات۔ اور لاریب یہ چاروں علوم سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں۔ اور یہ علوم اکثر علمائے اُمّت کے سینوں میں زندہ درگور کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ وہ لوگ سورۃ فاتحہ کو پڑھتے تو ہیں لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتی اور وہ اس کی ان سات نہروں کو پوری طرح جاری نہیں کرتے (تا وہ خود بھی اور دوسرے لوگ بھی ان سے فائدہ اٹھائیں) بلکہ وہ فاجر لوگوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔

☆ اس کا نام اُمُّ الْكِتَابِ بھی ہے کیونکہ قرآن شریف کی تمام تعلیم کا اِس میں خلاصہ اور عطر موجود ہے۔

☆ سورۃ کا نام اُمُّ الْكِتَابِ رکھنے کی یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ امور روحانیہ کے بارے میں اس میں کامل تعلیم موجود ہے، کیونکہ سالکوں کا سلوک اُس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک کہ اُن کے دلوں پر ربوبیت کی عزّت اور عبودیت کی ذلّت غالب نہ آجائے۔ اس امر میں خدائے واحد و یگانہ کی طرف سے نازل شدہ سورۃ فاتحہ جیسا رہنما اور کہیں نہیں پاؤ گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اُس نے کس طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے لے کر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تک کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی عزّت اور عظمت کو ظاہر فرمایا ہے۔ پھر اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر بندہ کے عجز اور کمزوری کو ظاہر کیا ہے۔

پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس سورۃ کو اُمُّ الْكِتَابِ اس اَمر کے پیشِ نظر کہا گیا ہو کہ اس میں انسانی فطرت کی سب ضرورتیں مدّنظر ہیں اور انسانی طبائع کے سب تقاضوں کی طرف اشارہ ہے خواہ وہ کسب سے متعلق ہوں یا افضالِ الٰہیہ سے۔ کیونکہ انسان اپنے نفس کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی چاہتا ہے کہ اسے اس کے ان احکام کے وسیلہ سے اس کی خوشنودی کا علم ہو جائے، جن کی حقیقت اس کے اقوال سے ہی کھلتی ہے اور ایسا ہی اس کی روحانیت چاہتی ہے کہ عنایت ربّانی اس کی دستگیری کرے اور اس کی مدد سے اسے صفاء باطن اور انوار و مکاشفاتِ الٰہیہ حاصل ہوں اور یہ سورۃ کریمہ ان سب مطالب پر مشتمل ہے بلکہ یہ سورۃ اپنے حسنِ بیان اور قوتِ تبیان سے دلوں کو موہ لینے والی ہے۔

☆ اس سورۃ کے ناموں میں سے ایک نام سَبْعِ مثانی ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس سورۃ کے دو حصّے ہیں۔ اس کا ایک حصّہ بندہ کی طرف سے خدا کی ثنا اور دوسرا نصف فانی انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی عطا اور بخشش پر مشتمل ہے۔

بعض علماء کے نزدیک اس کا نام اَلسَّبْعُ الْمَثَانِيْ اس لئے ہے کہ یہ سورۃ تمام کُتُبِ الٰہیہ میں امتیازی شان رکھتی ہے اور اس کی مانند کوئی سورۃ تورات یا انجیل یا دوسرے صحفِ انبیاء میں نہیں پائی جاتی۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس کا نام مثانی اس لئے ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ایسی سات آیات پر مشتمل ہے کہ ان میں سے ہر آیت کی قراءت قرآنِ عظیم کے ساتویں حصّہ کی قراءت کے برابر ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام اَلسَّبْعُ الْمَثَانِيْ اس بنا پر رکھا گیا ہے کہ اس میں جہنّم کے سات دروازوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک دروازہ کے لئے اس سورۃ کا ایک حصّہ مقرر ہے جو خدائے رحمان کے اذن سے جہنّم کے شعلوں کو دُور کرتا ہے۔ پس جو شخص جہنم کے ان سات دروازوں سے محفوظ گزرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ وہ اس سورۃ کی ساتوں آیات کے حصار میں داخل ہو اور ان سے دلی لگاؤ رکھے اور ان پر عمل کرنے کے لئے خدائے قدیر سے استقلال طلب کرے۔ اور تمام اخلاق، اعمال اور عقائد جو انسان کو جہنم میں داخل کرتے ہیں وہ اصولی طور پر سات مہلک امور ہیں اور سورت فاتحہ کی یہ سات آیات ایسی ہیں جو ان مہلکات کی شدائد کو دفع کرتی ہیں۔

احادیث میں اس سورۃ کے اور بھی کئی نام مذکور ہیں لیکن تیرے لئے اسی قدر بیان کافی ہے کہ یہ الٰہی اسرار کا خزانہ ہے۔

حق مہر کی اہمیت و حکمت

(مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب۔ مبلغ سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

مہر اس مال کا نام ہے جو نکاح کے نتیجہ میں خاوند کی طرف سے بیوی کو واجب الادا ہوتا ہے۔ بیوی اس مال پر کلی تصرف کا حق رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً۔ (سورۃ النساء:25)

ترجمہ: اور تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے جو اس کے علاوہ ہے کہ تم (انہیں) اپنانا چاہو، اپنے اموال کے ذریعہ اپنے کردار کی حفاظت کرتے ہوئے نہ کہ بے حیائی اختیار کرتے ہوئے۔ پس ان کو ان کے مہر فریضہ کے طور پر دو اس بناء پر کہ جو تم ان سے استفادہ کر چکے ہو۔

میاں بیوی کو خلوت صحیحہ میسر آ جانے کے بعد پورا حق مہر واجب ہو جاتا ہے، بیویوں کو حق مہر کی ادائیگی خوش دلی سے کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ فرمایا: "وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً۔ (سورۃ النساء:5)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر دلی خوشی سے ادا کرو۔

نکاح کے لیے مہر کا ہونا ضروری ہے

مہر کی تعیین فریقین کی رضامندی سے ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کی تعیین بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ۔ (سورۃ البقرہ:237)

ترجمہ: تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو جبکہ تم نے ابھی انہیں چھوا نہ ہو یا ابھی تم نے ان کے لیے حق مہر مقرر نہ کیا ہو۔ اور انہیں کچھ فائدہ بھی پہنچاؤ۔ صاحب حیثیت پر اس کی حیثیت کے مطابق فرض ہے اور غریب پر اس کی حیثیت کے مناسب حال۔ (یہ) معروف کے مطابق کچھ متاع ہو۔ احسان کرنے والوں پر تو (یہ) فرض ہے۔

اگر نکاح کے وقت مہر کی مقدار مقرر نہ کی گئی ہو تو بعد میں اس کا فیصلہ باہمی رضامندی سے ہو سکتا ہے۔ بصورت تنازعہ مہر کا فیصلہ قضاء فریقین کے حالات کو مدّنظر رکھ کر کرے گی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہر کی تعیین کے بارہ میں فرماتے ہیں: "تراضی طرفین سے جو ہو اس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اس سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیّت اور ہوتی ہے اور محض نمود کے لیے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے۔ صرف ڈراوے کے لیے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔ نہ عورت والوں کی نیت لینے کی ہوتی ہے اور نہ خاوند کی دینے کی۔

میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازعہ آ پڑے تو جب تک اس کی نیّت ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا اور رغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے، تب تک مقررہ مہر نہ دلایا جاوے اور اس کی حیثیت اور رواج وغیرہ کو مدّنظر رکھ کر پھر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون''۔ (البدر۔ 08 مئی 1903، ملفوظات جلد سوم صفحہ 284 نظارت اشاعت ربوہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ جن عورتوں کا مہر مچھر کی دو من چربی ہو وہ کیسے ادا کیا جاوے؟ حضور علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ:287) اس کا خیال مہر میں ضرور ہونا چاہیئے۔ خاوند کی حیثیت کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اگر اس کی حیثیت دس روپے کی نہ ہو تو وہ ایک لاکھ روپے کا مہر کیسے ادا کرے گا اور مچھروں کی چربی تو کوئی مہر ہی نہیں۔ یہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا میں داخل ہے''۔ (البدر۔ 16 مارچ 1904، ملفوظات جلد سوم صفحہ 606 نظارت اشاعت ربوہ)

مہر مقرر کرنے کی ایک حکمت بیان کرتے ہوئے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"درحقیقت عورت کا مہر اس لئے رکھا گیا ہے کہ بعض ضروریات تو خاوند پوری کر دیتا ہے لیکن بعض ان سے بھی زائد ضرورتیں ہوتی ہیں جن کو عورت اپنے خاوند پر ظاہر نہیں کر سکتی۔ پس وہ اپنے اس حق سے ایسی ضروریات کو پورا کر سکتی ہے۔ اس لئے اسلام نے مہر کے ذریعہ عورت کا حق مقرر کیا ہے اور وہ خاوند کی حیثیت کے مطابق رکھا ہے''۔ (الفضل 31 اگست 1960ء صفحہ 4)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی راہنمائی

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''مَیں نے مہر کی تعیین چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمد کی ہے یعنی مجھ سے کوئی مہر کے متعلق مشورہ کرے تو مَیں یہ مشورہ دیا کرتا ہوں کہ اپنی چھ ماہ کی آمد سے ایک سال تک کی آمد بطور مہر مقرر کر دو اور یہ مشورہ میرا اس اَمر پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے الوصیت کے قوانین میں دسویں حصہ کی شرط رکھوائی ہے۔ گویا اسے بڑی قربانی قرار دیا ہے۔ اس بناء پر میرا خیال ہے کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ باقی اخراجات کو پورا کرتے ہوئے مخصوص کر دینا معمولی قربانی نہیں بلکہ ایسی بڑی قربانی ہے کہ جس کے بدلے میں ایسے شخص کو جنّت کا وعدہ دیا گیا ہے اس حساب سے ایک سال کی آمد جو گویا متواتر دس سال کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے بیوی کے مہر میں مقرر کر دینا مہر کی اغراض کو پورا کرنے کے لیے بہت کافی ہے بلکہ میرے نزدیک انتہائی حد ہے''۔ (الفضل 12 دسمبر 1940ء)

پس جماعت احمدیہ کا مسلک یہ ہے کہ حق مہر نہ اتنا کم ہو کہ وہ عورت کے وقار کے منافی محسوس ہو اور شریعت کے ایک اہم حکم سے مذاق بن جائے اور نہ اتنا زیادہ کہ اس کی ادائیگی تکلیف مالا یطاق ہو جائے۔

اس اصول کی بناء پر خاوند کی جو بھی مالی حیثیت ہو اس کے مطابق بالعموم چھ ماہ سے بارہ ماہ تک کی آمدنی کے برابر حق مہر کو معقول اور مناسب خیال کیا گیا ہے۔

وعدوں کی پاسداری اور حق مہر کی ادائیگی

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وعدہ پورا کرنے کے حوالہ سے اسلامی تعلیم کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''عام روزمرہ کے کاموں میں بھی وعدہ خلافیاں ہو رہی ہوتی ہیں اور ہوتے ہوتے بعض دفعہ سخت لڑائی پر یہ چیزیں منتج ہو جاتی ہیں۔ جھگڑوں کے بعد اگر صلح کی کوئی صورت پیدا ہو تو معاہدے ہوتے ہیں اور جب صلح کرانے والے ادارے دو فریقین کی صلح کرواتے ہیں تو وہاں صلح ہو جاتی ہے، وعدہ کرتے ہیں کہ سب ٹھیک رہے گا، بعض دفعہ لکھت پڑھت بھی ہو جاتی ہے لیکن بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ صلح کر کے دفتر یا عدالت سے باہر نکلے تو پھر سر پھٹول شروع ہو گئی، کوئی وعدوں اور عہدوں کا پاس نہیں ہوتا۔ پھر نکاح کا عہد ہے فریقین کا معاملہ ہے اس کو پورا نہیں کر رہے ہوتے۔

یہ معاہدہ تو ایک پبلک جگہ میں اللہ کو گواہ بنا کر تقویٰ کی شرائط پر قائم رہنے کی شرط کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن بعض ایسی فطرت کے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ اس کی بھی پروا نہیں کرتے۔ بیویوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے ان پر ظلم اور زیادتی کر رہے ہوتے ہیں، گھر کے خرچ میں باوجود کشائش ہونے کے تنگی دے رہے ہوتے ہیں، بیویوں کے حق مہر ادا نہیں کر رہے ہوتے، حالانکہ نکاح کے وقت بڑے فخر سے کھڑے ہو کر سب کے سامنے یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ ہاں ہمیں اس حق مہر پر نکاح بالکل منظور ہے۔

اب پتہ نہیں ایسے لوگ دنیا دکھاوے کی خاطر حق مہر منظور کرتے ہیں کہ یا دل میں یہ نیّت پہلے ہی ہوتی ہے کہ جو بھی حق مہر رکھوایا جا رہا ہے لکھوا لو کونسا دینا ہے، تو ایسے لوگوں کو یہ حدیث سامنے رکھنی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس نیّت سے حق مہر رکھواتے ہیں ایسے لوگ زانی ہوتے ہیں۔

اللہ رحم کرے اگر ایک فیصد سے کم بھی ہم میں سے ایسے لوگ ہوں، ہزار میں سے بھی ایک ہو تو تب بھی ہمیں فکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ پرانے احمدیوں کی تربیت کے معیار اعلیٰ ہوں گے تو نئے آنے والوں کی تربیت بھی صحیح طرح ہو سکے گی۔ اس لئے بہت گہرائی میں جا کر ان باتوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/فروری 2004ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 12/مارچ 2004ء)

ایک اور جگہ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حق مہر کی ادائیگی کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی عورت سے شادی کے لئے مہر مقرر کیا اور نیّت کی کہ وہ اسے نہیں دے گا تو وہ زانی ہے اور جس کسی نے قرض اس نیّت سے لیا کہ ادا نہ کرے گا تو مَیں اسے چور شمار کرتا ہوں۔ (مجمع الزوائد جلد4 صفحہ 131) اب دیکھیں حق مہر ادا کرنا مرد کے لئے کتنا ضروری ہے۔ اگر نیّت میں فتور ہے تو یہ خیانت ہے، چوری ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 6/فروری 2004ء، خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 111)

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حق مہر کی ادائیگی کے ضمن میں مزید فرماتے ہیں:

''بعض دفعہ دوسروں کی باتوں میں آ کر یا دوسری شادی کے شوق میں، جو بعض اوقات بعضوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے بڑے آرام سے پہلی بیوی پر الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر کسی کو شادی کا شوق ہے، اگر جائز ضرورت ہے اور شادی کرنی ہے تو کریں لیکن بیچاری پہلی بیوی کو بدنام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر صرف جان چھڑانے کے لئے کر رہے ہو کہ اس طرح کی باتیں کروں گا تو خود ہی خلع لے لے گی اور میں حق مہر کی ادائیگی سے (اگر نہیں دیا ہوا) تو بچ جاؤں گا تو یہ بھی انتہائی گھٹیا حرکت ہے۔ اول تو قضا کو حق حاصل ہے کہ ایسی صورت میں فیصلہ کرے کہ چاہے خلع ہے حق مہر بھی ادا کرو۔ دوسرے یہاں کے قانون کے تحت، قانونی طور پر بھی پابند ہیں کہ بعض خرچ بھی ادا کرنے ہیں''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 10/نومبر 2006ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل یکم دسمبر 2006ء)

حق مہر کے متعلق نظام سلسلہ کا اختیار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بابت ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

''پھر شادی بیاہوں میں مہر مقرر کرنے کا بھی ایک مسئلہ ہے۔ یہ بھی رہتا ہے ہر وقت۔ اور اگر کبھی خدانخواستہ کوئی شادی ناکام ہو جائے تو پھر لڑکے کی طرف سے اس بارے میں لیت ولعل سے کام لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پھر ان کے خلاف ایکشن بھی ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے ہی سوچ سمجھ کر مہر رکھنا چاہئے دنیا کے دکھاوے کے لئے نہ رکھنا چاہئے بلکہ ایسا ہو جو ادا ہو سکے۔ ایسا مہر مقرر نہ ہو،

جیسا کہ مَیں نے کہا، صرف دکھاوے کی خاطر ہو اور پھر معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھجوایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس نے کہا مَیں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو مہر کیا رکھ رہے ہو؟ اس نے کہا چار اوقیہ چاندی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا چار اوقیہ؟ سوال کیا۔ چار اوقیہ گویا تم اس پہاڑ کے گوشے سے چاندی کھود کر اسے دو گے۔ ہمارے پاس اتنا نہیں ہے جو ہم تجھے دیں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ ہم تمہیں کسی مہم پر بھجوا دیں وہاں سے تم کچھ مال غنیمت حاصل کر لو۔ پھر آپ نے ایک دستہ بنی عبس کی طرف بھجوایا تو اس شخص کو اس میں شامل کیا۔ (مسلم۔ کتاب النکاح۔ باب ندب من اراد نکاح امرأۃ الی ان ینظر الی وجھھا)

تو دیکھیں مہر کے بارے میں بھی آپ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ طاقت سے بڑھ کر ہو۔ جو اس کی حیثیت کے مطابق نہیں تھا تو کہا یہ بہت زیادہ ہے۔ اور پھر یہ بھی پتہ تھا کہ آپ سے مانگے گا، نظام سے درخواست کرے گا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ مہم پر جاؤ مال غنیمت مل گیا تو اس سے اپنا مہر ادا کر دینا اور یہی بات ہے کہ مہر جو ہے سوچ سمجھ کر رکھنا چاہئے جتنی توفیق ہو جتنی طاقت ہو۔

مہر ایک ایسا معاملہ ہے جس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ قضاء میں بہت سارے کیس آتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر تو بڑی عجیب صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ شادی سے پہلے لڑکی والے لڑکے کو باندھنے کی غرض سے زیادہ مہر لکھوانے کی کوشش کرتے ہیں اور شادی کے بعد اگر کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے، طلاق کی صورت ہو جائے، تو لڑکے بہانے بنا کر اس کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر نظام کے لئے اور میرے لئے اور بھی زیادہ تکلیف دہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں سزا بھی دینی پڑتی ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے واضح ارشادات فرمائے ہیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کسی نے پوچھا مہر کے متعلق کہ اس کی تعداد کس قدر ہونی چاہئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مہر تراضیٔ طرفین سے ہو، آپس میں جو فریقین ہیں ان کی رضامندی سے ہو جس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے۔ کوئی حد نہیں ہے مہر کی بلکہ اس سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مرّوجہ مہر سے ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیّت اور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے۔ صرف ڈراوے کے لئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔ نہ عورت والوں کی نیّت لینے کی ہوتی ہے نہ خاوند کی دینے کی۔ جیسا کہ فرمایا: مسائل اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب لڑائی جھگڑے ہوں۔ فرمایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازع آ پڑے تو جب تک اس کی نیّت ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا و رغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقرر مہر نہ دلایا جاوے اور اس کی حیثیت اور رواج وغیرہ کو مدِّنظر رکھ کر پھر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔

تو اس بارے میں جو معاملات آتے ہیں اس کو بھی قضاء کو دیکھنا چاہئے۔ اتنا ہی نظام کو یا قضا کو بوجھ ڈالنا چاہئے جو اس کی حیثیت کے مطابق ہو اور اس کے مطابق حق مہر کا تعین کرنا چاہئے۔ ایسے موقعوں پر بڑی گہرائی میں جا کر جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حیثیت کا تعین کرنے کے لئے فریقین کو بھی قول سدید سے کام لینا چاہئے۔ نہ دینے والا حق مارنے کی کوشش کرے اور نہ لینے والا اپنے پیٹ میں انگارے بھرنے کی کوشش کرے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء، الفضل انٹرنیشنل 16 دسمبر 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ''بہرحال جب حق مہر زیادہ رکھوائے جاتے ہیں تو جب خلع طلاق کے فیصلے ہوتے ہیں تو قضا کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی شخص کی حیثیت نہیں ہے اور ناجائز طور پر حق مہر رکھوایا گیا تھا تو اُس حق مہر کو خود مقرر کر دے اور یہ ہوتا ہے''۔ (جلسہ سالانہ جرمنی خطاب از مستورات فرمودہ 25 جون 2011ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 13/اپریل 2012ء)

حق مہر کا بخشنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی:

''حق مہر کی ادائیگی کے بارے میں ایک اور مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ ایک عورت اپنا مہر نہیں بخشتی۔ (شادی کر کے اس کو کہتے ہیں کہ بخش بھی دو) تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ''یہ عورت کا حق ہے۔ اسے دینا چاہئے اوّل تو نکاح کے وقت ہی ادا کرے ورنہ بعد ازاں ادا کرنا چاہئے۔ پنجاب اور ہندوستان میں یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر (یعنی عورتوں کی یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر) خاوند کو اپنا مہر بخش دیتی ہیں۔ یہ صرف رواج ہے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 606 جدید ایڈیشن)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے عرض کیا کہ میری بیوی نے مجھے مہر بخش دیا ہے، معاف کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم نے اس کے ہاتھ پر رکھا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ پہلے ہاتھ پہ رکھو پھر اگر وہ بخش دے، معاف کر دے تو پھر ٹھیک ہے۔ تو جب واپس آئے کہتے ہیں مَیں نے تو اس کے ہاتھ پر رکھا اور وہ دینے سے انکاری ہے۔ فرمایا یہی طریقہ ہے۔ (تلخیص از الازھار لذوات الخمار صفحہ 160 طبع دوم)

اصل طریقہ بھی یہی ہے پہلے ہاتھ پر رکھو پھر معاف کرواؤ۔ اس لئے جو کوشش کرتے ہیں ناں مقدمہ لانے سے پہلے کہ جو ہم نے یہ کہہ دیا وہ کہہ دیا ان کو سوچنا چاہئے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء، الفضل انٹرنیشنل 16 دسمبر 2005ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء میں احمدی خواتین سے ارشاد فرمایا:

''بعض لڑکوں سے بڑی بڑی رقمیں حق مہر رکھوا لیا جاتا ہے کہ کون سا ہم نے لینا ہے۔ یا یہ کہہ دیتی ہیں ہم نے حق مہر معاف کر دیا۔ اگر لینا نہیں تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ حق مہر مقرر ہی اس لئے کیا جاتا ہے کہ عورت لے اور یہ عورت کا حق ہے، اُس کو لینا چاہئے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا کہ حق مہر میری بیوی نے واپس کر دیا ہے۔ معاف کر دیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جاکے پہلے بیوی کے ہاتھ پر حق مہر رکھو، پھر اگر وہ واپس کرتی ہے تب حق مہر معاف ہوتا ہے۔ نہیں تو نہیں۔ بے چارے کی دو بیویاں تھیں۔ خیر انہوں نے قرض لے کر جاکر جب دونوں کے ہاتھ میں برابر کا حق مہر رکھ دیا اور کہا کہ واپس کر دو، تم معاف کر چکی ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو اس لئے معاف کر چکی تھیں کہ ہمارا خیال تھا کہ تمہیں دینے کی طاقت نہیں ہے اور تم نہیں دو گے۔ تو کیونکہ اب تو تم نے دے دیا ہے تو دوڑ جاؤ۔ وہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے تو آپ بڑے ہنسے اور آپ نے کہا ٹھیک ہے، ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 1925ء خطبات محمود جلد 9 صفحہ 217 مطبوعہ ربوہ)

حق مہر کی اہمیت کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''تو حق مہر لینے کے لئے ہوتا ہے، حق مہر معاف کرنے کے لئے نہیں ہوتا اور یہ عورت کا حق ہے کہ لے۔ جنہوں نے معاف کرنا ہے وہ پہلے یہ کہیں کہ ہمارے ہاتھ پر رکھ دو۔ پھر اگر اتنا کھلا دل ہے، حوصلہ ہے تو پھر واپس کر دیں۔ (جلسہ سالانہ جرمنی خطاب از مستورات فرمودہ 25 جون 2011ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 13؍اپریل 2012ء)

مرحومہ بیوی کا مہر اس کے شرعی ورثاء میں بحصص شرعی تقسیم ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اسی ضمن میں ایک اور بات بھی بیان کر دوں کیونکہ کل ہی بنگلہ دیش سے ایک نے خط لکھ کر پوچھا تھا کہ میری بیوی فوت ہوگئی ہے اور مہر میں نے ادا نہیں کیا تھا تو ایسی صورت میں اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تو اسی قسم کا ایک سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوا تھا کہ میری بیوی فوت ہوگئی ہے مَیں نے نہ مہر اس کو دیا ہے نہ بخشوایا ہے۔ اب کیا کروں۔ تو آپ نے فتویٰ دیا، فرمایا کہ مہر اس کا ترکہ ہے اور آپ کے نام قرض ہے۔ آپ کو ادا کرنا چاہئے اور اس کی یہ صورت ہے کہ شرعی حصص کے مطابق اس کے دوسرے مال کے ساتھ تقسیم کیا جاوے۔ جس میں ایک حصہ خاوند کا بھی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے نام پر صدقہ دیا جاوے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء، الفضل انٹرنیشنل 16 دسمبر 2005ء صفحہ نمبر 8)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معین الفاظ یہ ہیں کہ ''اسے چاہیے کہ اس کا مہر اس کے وارثوں کو دے دے۔ اگر اس کی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں سے ہے۔ شرعی حصہ لے سکتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے''۔

(اخبار بدر نمبر 7 جلد 4 مؤرخہ 5 ؍مارچ 1905ء صفحہ 2)

اسی طرح ایک استفسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ان الفاظ کے ساتھ پیش ہوا تھا کہ ''ایک شخص مثلاً زید نام لاولد فوت ہوگیا ہے۔ زید کی ایک ہمشیرہ تھی جو زید کی حینِ حیات میں بیاہی گئی تھی۔ بہ سبب اس کے کہ خاوند سے بن نہ آئی، اپنے بھائی کے گھر میں رہتی تھی اور وہیں رہی یہاں تک کہ زید مر گیا۔ زید کے مرنے کے بعد اس عورت نے بغیر اس کے کہ پہلے خاوند سے باقاعدہ طلاق حاصل کرتی ایک اور شخص سے نکاح کر لیا جو کہ ناجائز ہے۔ زید کے ترکہ میں جو لوگ حقدار ہیں کیا ان کے درمیان ان کی ہمشیرہ بھی شامل ہے یا اس کو حصہ نہیں ملنا چاہیے؟

حضرت نے فرمایا کہ: اس کو حصہ شرعی ملنا چاہیے کیونکہ بھائی کی زندگی میں وہ اس کے پاس رہی اور فاسق ہوجانے سے اس کا حق وراثت باطل نہیں ہوسکتا۔ شرعی حصہ اس کو برابر ملنا چاہیے۔ باقی معاملہ اس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے...... اس کے شرعی حق میں کوئی فرق نہیں آسکتا''۔

(اخبار بدر نمبر 39 جلد 6 مؤرخہ 26؍ستمبر 1907ء صفحہ 6)

یورپ میں حق مہر کے متعلق ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں یہاں یورپ میں بعض دفعہ ایسے جھگڑے آجاتے ہیں کہ ملکی قانون جو ہے وہ حقوق دلوا دیتا ہے طلاق کی صورت میں وہ کافی ہے حق مہر نہیں دینا چاہئے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ حقوق بعض دفعہ اگر بچے ہوں تو بچوں کے ہوتے ہیں۔ دوسرے کچھ حد تک اگر بیوی کے ہوں بھی تو وہ ایک وقت تک کے لئے ہوتے ہیں اس لئے بعد میں یہ مطالبہ کرنا کہ حق مہر نہ دلوایا جائے اور حق مہر میں اس کو ایڈجسٹ کیا جائے یہ میرے نزدیک جائز نہیں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی تو بات یہ کہ دیکھ کر حق مہر مقرر کیا جائے۔ حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو۔ اس کا تعین قضا کر سکتی ہے کتنا ہے۔ اور جب تعین ہوگیا ہے تو فرمایا کہ یہ تو ایک قرض ہے اور قرض کی ادائیگی بہرحال کرنی ضروری ہے اس لئے یہ بہانے نہیں ہونے چاہئیں کہ حق مہر ادا نہیں کیا۔ تو یہ قرض جو ہے وہ قرض کی صورت میں ادا ہونا چاہئے اس کا ان حقوق سے کوئی تعلق نہیں جو ملکی قانون دلواتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء، الفضل انٹرنیشنل 16 دسمبر 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

''بعض ایسے بھی ہیں جو عدالت میں اپنے مفادات لے لیتے ہیں اور لے لیتی ہیں، لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی، اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں ہمارا شرعی حق یہ بنتا تھا۔ پھر جماعت میں بھی آجاتے ہیں۔ اگر شرعی حق بنتا تھا تو پھر شرعی حق لو یا قانونی حق لو۔ بعض دفعہ قانونی حق شرعی حق سے زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے بہرحال حق ایک طرف کا ہی لینا چاہئے۔ ظلم جو ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ ایک فریق پر زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ نہ لڑکے پر، نہ لڑکی پر۔ پھر اس کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ پس یہ ایسے کراہت والے کام ہیں کہ ان کو دیکھ کر ایک شریف شخص کراہت کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا''۔

(جلسہ سالانہ جرمنی خطاب از مستورات فرمودہ 25 جون 2011ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 13؍اپریل 2012ء)

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

ڈی مینشیا کے خلاف تاریخی کامیابی

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ Alzheimer یا بالفاظ دیگر بوڑھوں میں ہوش و ہواس کھو بیٹھنے کی بیماری کے خلاف جنگ میں انہیں تاریخی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ سائنسدانوں کے اس یقین کی وجہ ''Donanemab'' نامی ایک دوا ہے۔ تجرباتی

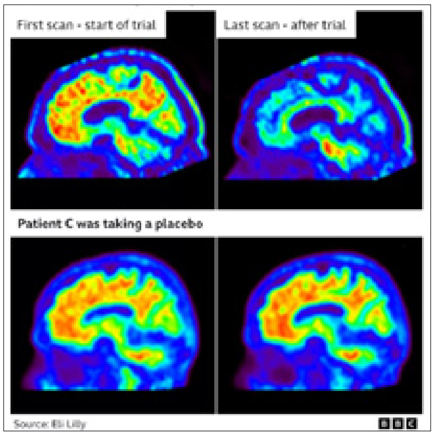

مراحل میں یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ دوا دماغ کے خلیات کے انحطاط کو 1/3 تک کم یا سست کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ خلیوں کا یہ انحطاط ہی دراصل مریض کی یادداشت کو بالکل ختم کر دیتا ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا کہ اس دوا کے استعمال سے مریض اپنا کھانا خود پکانے اور اپنا پسندیدہ مشغلہ جاری رکھنے جیسے روزمرہ کے کاموں کے قابل بن سکا جو بلاشبہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔[1]

چندریان تھری

14 جولائی 2023ء کی دوپہر اربوں لوگوں کے خواب اور ایک چاند گاڑی (Rover) کے ساتھ انڈیا کے چاند کے سفر کا کامیابی سے آغاز ہو گیا ہے۔ انڈیا نے اپنے راکٹ سے چاند پر لینڈر اتارنے والے چندریان تھری سیٹلائٹ کو کامیابی کے ساتھ زمین کے مطلوبہ مدار میں بھیج دیا ہے۔

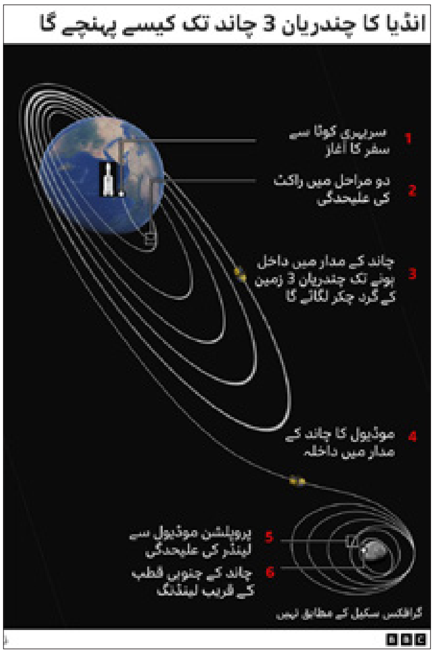

چندریان 3 کو جمعہ کی دوپہر مقامی وقت کے مطابق 2.35 منٹ پر آندھرا پردیش میں سری ہری کوٹا کے خلائی مرکز سے روانہ کیا گیا۔ یہ خلائی گاڑی پانچ اگست کو چاند کے مدار میں داخل ہو گی اور خبر رساں ایجنسی پی ٹی آئی نے اسرو کے سائنسدانوں کے حوالے سے کہا ہے کہ لینڈر ماڈیول چاند کے جنوبی قطب پر 23 یا 24 اگست کو اتر سکتا ہے۔ اگر یہ روور کامیابی سے چاند کے جنوبی قطب تک پہنچ گیا تو انڈیا دنیا کا پہلا ملک ہو گا جو اس جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گا۔[2]

کورونا کی تشخیص اب جدید مشین سے

سائنسدانوں نے ایک ایسی حیرت انگیز مشین ایجاد کر لی ہے جو کسی کمرے کی ہوا میں کورونا وائرس کی موجودگی کا انکشاف کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کسی کمرے میں داخل ہوں، جہاں یہ مشین نصب کی گئی ہو تو یہ فوری طور پر مہمان اور میزبان کو مطلع کر سکتی ہے کہ کمرے میں پہلے سے کورونا وائرس کے جرثومے موجود

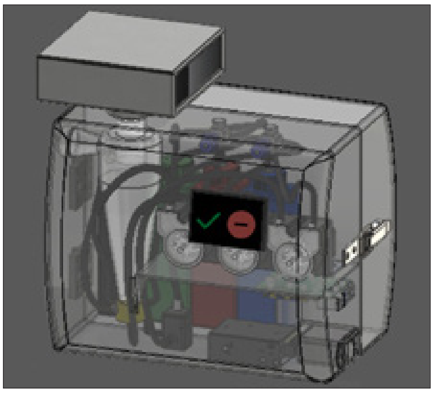

ہیں یا آنے والا اپنے ساتھ یہ جراثیم تو لے کر نہیں آیا۔ اس مشین کا سائز ایک نارمل ٹوسٹر جتنا ہے اور اس کے نتائج PCR کے ٹیسٹ جیسے قابل بھروسہ ہیں۔ البتہ یہ مشین PCR ٹیسٹ سے کہیں جلد بلکہ فوری نتائج مہیا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔[3]

سیاہ کشمش یا بلیک کرنٹ

بلیک کرنٹ یا سیاہ کشمش وہ پھل ہے جو نہ صرف برطانیہ میں بڑی تعداد میں اُگایا جاتا ہے بلکہ انڈیا اور پاکستان میں بھی دستیاب ہے اور مختلف طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق بلیک کرنٹ میں مالٹے سے چار گنا زیادہ وٹامن سی ہوتا ہے جبکہ اس میں اینٹی آکسیڈنٹس بھی پائے جاتے ہیں۔ تحقیق سے ایسے شواہد ملے ہیں کہ یہ پھل بلڈ پریشر اور دماغی امراض کے ساتھ ساتھ مردوں کی جنسی صحت کے لیے بھی مفید ہے۔[4]

1- https://www.bbc.com/news/health-66221116
2- https://www.bbc.com/urdu/articles/ckvy-dgee8d3o
3- https://www.sciencenews.org/article/new-device-detect-coronavirus-air
4- https://www.bbc.com/urdu/articles/c4n-02p61kz2o

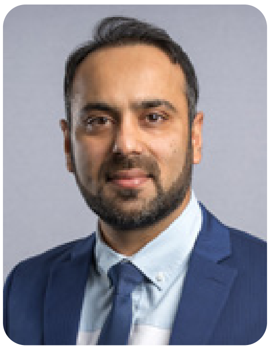

نیا زمانہ، نئے امراض

مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب، پی ایچ ڈی

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میڈیکل سائنس نے موجودہ انسان کے معیار زندگی اور اس کی اوسط عمر کو گزشتہ زمانوں کی نسبت بہت بڑھا دیا ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی دو رائے نہیں کہ دورِ حاضر میں نت نئی امراض اور سینکڑوں اقسام کے کینسر بھی اِنسانی زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔اس مضمون میں ہم چند ایک عوامل کو تحریر کریں گے جن کے ان امراض کے بڑھنے میں غالب امکان کو رَدّ نہیں کیا جاسکتا۔

دور حاضر کے لذیذ کھانے

کھانوں اور پکوانوں کے بنانے کی نئی سے نئی اقسام اور تراکیب ایجاد ہوگئی ہیں۔ ریستورانوں کے درمیان گاہکوں کی تعداد میں اضافہ کے لئے اپنے کھانوں کو منفرد بنانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ فاسٹ فوڈ اور دوسرے انتہائی درجہ حرارت پر تیار ہونے والے کھانے کی تیاری کے دوران کئی کیمیائی مادے اس کھانے کا حصہ بن جاتے ہیں جو انسانی صحت کے لئے مضر ہیں۔صرف ایک مثال لیتے ہیں۔ آج سے چند دہائیاں پہلے شاید ہی کسی دکان پر بنے بنائے مصالحہ ملتے ہوں، لیکن آج ہمارے کھانوں کی تیاری کے لئے کمپنیز نے طرح طرح کے تیارشدہ مصالحے متعارف کروا دیئے ہیں اور ان کی اخبارات ورسائل کے علاوہ ٹیلیویژن پر بڑی ہی پرکشش تشہیر کی جاتی ہے۔ ان مصالحہ جات میں جہاں انہیں لذّت اور خوشبو دینے کے لئے کیمیائی اجزا شامل کرنے پڑے وہاں پودوں پر چھڑکی جانے والی کیڑے مار ادویات کی باقیات بھی ان کا حصہ بن گئیں۔ چنانچہ یہ کیمیائی مادے ایسے زہر کی طرح کام کرتے ہیں جو ایک دم ہلاک کرنے کی بجائے رفتہ رفتہ انسان کو ہلاکت تک لے جاتے ہیں۔

مثلاً شان کے مصالحہ جات میں کینسر پیدا کرنے والا کیمیائی مادہ پایا گیا ہے۔ چنانچہ اس تحریر سے چند دن قبل جرمنی کے ادارہ صحت نے ان مصالحہ جات جو تقریباً ہر پاکستانی کچن کا حصہ ہیں، کا ایک سٹاک مارکیٹ سے اٹھا لیا ہے۔ کیونکہ ان کے اندر کیڑے مار ادویات کی باقیات اور کینسر پیدا کرنے والا ایک کیمیکل ethylene oxide پایا گیا ہے۔ بھلا ہو جرمنی جیسے ترقی یافتہ ملک کا کہ جس کے ادارے مسلسل اس بات کی نگرانی کرتے رہتے ہیں کہ ان کے ہاں مضر صحت اشیا فروخت نہ ہوں۔ حالانکہ یہ مصالحہ جات خالصتاً پاکستانی اور ہندوستانی پکوانوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ذیل میں موجود لنک سے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔

جن مصالحوں کو مارکیٹ سے اٹھا لیا گیا ہے ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

1.Shan Chicken Jalfrezi 2.Shan Chicken Handi 3.Shan Curry Powder 4.Shan Beef Biryani 5.Shan Seekh Kabab 6.Shan Tikka 7.Shan Fish Biryani 8.Shan

Garam Masala Powder 9.Shan Punjabi Yakhni Pilau 10.Shan Tikkiya Kabab Masala 11.Shan Vegetable Biryani, 12.MDH Fish Curry Masala

شان کمپنی کی طرف سے مورخہ 15 جون 2023ء کو جو نوٹس عوام کے لئے چھپا ہے اس کے کچھ حصہ کا اردو ترجمہ درج پیش ہے۔

”خواتین و حضرات! ہمبرگ میں ادارہ برائے حفظانِ صحت اور ماحولیات کی ایک رپورٹ کے مطابق شان برانڈ کی پروڈکٹس میں ایتھیلین آکسائیڈ کی خاصی زیادہ مقدار پائی گئی ہے۔ براہ کرم ان مصنوعات کو فوری طور پر فروخت سے ہٹادیں اور انہیں تلف کر دیں“۔ اس بارے میں مزید معلومات درج ذیل ویب سائٹ پر موجود ہے۔
https://www.produktwarnung.eu

جرمنی کے ادارہ صحت کی طرف سے بھی اسی قسم کا نوٹس مؤرخہ 11 جولائی 2023ء کو چھپ چکا ہے جس کی مزید تفصیل درج ذیل ویب سائٹ میں موجود ہے۔
https://www.lebensmittelwarnung.de/bvl-lmw-de/liste/alle/deutschlandweit/10/0

قیلولہ کا ختم ہوتا رواج

دوپہر کے کھانے کے بعد مختصر نیند کو قیلولہ کہتے ہیں۔ گرم ممالک میں تو خاص طور پر لوگ دوپہر سے سہ پہر تک تپتی دھوپ کی تپش سے بچنے کی خاطر گھروں میں

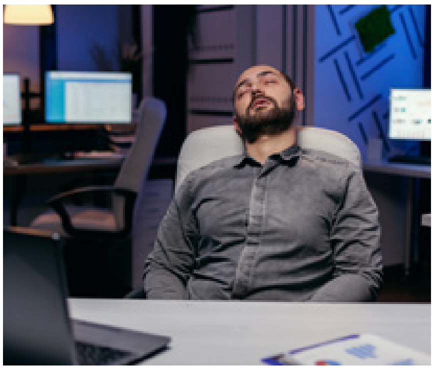

آرام کرتے ہیں۔ یورپ میں اس شدت کی گرمی تو نہیں ہوتی مگر سورج سے نکلتی تیز شعاعیں بہرحال جلد پر اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ ان تپتی دوپہروں میں باہر کوئی جاگنگ کر رہا ہے تو کوئی ساحل سمندر پر دھوپ لے رہا ہے۔ سورج کی شعاعوں میں موجود الٹرا وائلٹ شعاعیں براہِ راست جلد کے سرطان کا باعث بنتی ہیں۔ ان شعاعوں سے بچنے کے علاوہ قیلولہ کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ مختصر نیند سے دن بھر کے تھکے دماغ کو آرام ملتا ہے اور دماغ ذہنی سرگرمیوں کے لئے دوبارہ سے تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ نیند قریبا آدھے گھنٹے ہی کی ہونی چاہئے۔ زیادہ سونے سے دماغ بوجھل ہو جاتا ہے۔

شکار کی ضرورت

زمانہ قدیم کا انسان اپنی خوراک کی ضرورت شکار سے پوری کرتا اور شکار کے لئے مسلسل کئی کئی گھنٹے تیز بھاگتا۔ شکار تھک جاتا مگر انسان نہیں۔ چنانچہ انسان کی جسمانی ساخت ایسی ہے کہ جانداروں میں سب سے زیادہ دیر تک بھاگ سکتا ہے۔ شیر چیتا وغیر بہت تیز تو بھاگ لیتے ہیں مگر چند منٹ تک۔ مگر انسان کی بھاگنے کی مشق ایسی تھی کہ شکار کے پیچھے بھاگتے رہتے، جب شکار تھک جاتا تو اسے شکار کر لیتے۔ چونکہ شکار کرنا خاصہ مشکل تھا اس لئے بعض اوقات کئی کئی دن بھوکا بھی رہنا پڑتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے زندہ رہنے کے لئے جسم میں یہ نظام رکھ دیا کہ خوراک سے حاصل ہونے والی توانائی کے ایک حصہ کو جسم میں چربی کی شکل میں جمع کر لے تا کہ بوقت ضرورت جسم اسی چربی سے زندہ رہنے کے لئے توانائی حاصل کرتا رہے۔ چنانچہ آج لاکھوں سال بعد بھی جسم کے جینز میں یہ یادداشت محفوظ ہے اور کھائی ہوئی خوراک کا کچھ حصہ انسانی جسم اس خوف سے کہ پتہ نہیں اگلا کھانا کب ملے، چربی کی شکل میں محفوظ کرتا رہتا ہے۔ تاہم آج انسان کے پاس اِتنا وقت ہے اور نہ ہی شکار کی وہ ضرورت۔ اگر جسم سے سخت محنت نہ لی جائے تو یہ چربی اور کولیسٹرول موٹاپے کا باعث بن جاتے ہیں۔ نتیجۃً جسم میں کولیسٹرول کے اضافہ سے بیماریوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بڑھتے کولیسٹرول سے موٹاپا، موٹاپے سے ذیابیطس، بلند فشار خون اور امراض قلب و جگر تک نوبت جا پہنچتی ہے۔

قارئین! دورِ حاضر میں عمومی طور پر چونکہ خوراک وافر اور باآسانی دستیاب ہے، اس لئے ہم پرانے زمانے میں رہنے والے انسان کی طرح شکار پر تو نہیں جا سکتے۔ ہاں ایک کام یہ کر سکتے ہیں کہ ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ یوں شکار پر جائیں کہ چھوٹا بیگ کمر پر باندھ کر دو اڑھائی کلومیٹر دور مارکیٹ تک بھاگتے ہوئے یا تیز چلتے ہوئے جائیں، وہاں سے ناشتہ کی تازہ اشیاء خرید کر بھاگتے ہوئے ہی واپس آئیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ناشتہ کریں۔ اس مشقت سے جسم میں موجود زائد کولیسٹرول تو ختم ہو گا ہی، ایسے ناشتہ کا بھی الگ ہی مزہ ہو گا۔

کام کی بدلتی نوعیت

صنعتی انقلاب سے قبل انسان کو بہت زیادہ جسمانی مشقت کرنا پڑتی تھی۔ کسان ہو یا مزدور، ہاتھوں سے کام کرنا پڑتا۔ چنانچہ لوگوں کے خاندان بھی بڑے ہوتے، دس بارہ بچے تو عام سی بات تھی۔ زیادہ بچوں کا مطلب تھا، ایک کسان کے لئے کام بٹ جاتا۔ تاہم صنعتی انقلاب کے بعد روزگار اور کام کی نوعیت بھی بدلنا شروع ہوئی۔ سخت کام مشینوں کے سپرد ہوئے اور آہستہ آہستہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب تو ہاتھ سے پیچ تک نہیں کسا جاتا، سب کام مشین کی مدد سے ہو جاتے ہیں۔

ایسے روزگار پیدا ہو گئے ہیں جہاں دفاتر میں کرسی پر ہی سارا سارا دن گزارنا پڑتا ہے۔ اور اب تو نوبت ہوم آفس یعنی گھر بیٹھ کر کام کرنے تک پہنچ گئی ہے۔ یعنی پہلے دفتر سے گھر تک کے سفر میں جو تھوڑی حرکت کرنی

پڑتی، وہ بھی جاتی رہی۔ ایسے میں اگر انسان اپنی جسمانی ورزش کے لئے وقت نہ نکالے تو عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ صحت کے مسائل بڑھتے جاتے ہیں۔

ترقی یافتہ ممالک میں لوگوں نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ اچھے موسم میں کام پر بائیکل کے ذریعہ جاتے ہیں۔ بڑے بڑے پروفیسرز، ڈاکٹرز عام سی سائیکل پر پائے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستانی معاشرے میں سائیکل چلانا اب عیب شمار ہوتا جارہا ہے۔

ٹوٹتے دل

Broken Heart Syndrome

زمانہ رفتہ میں اکثریت کی جیبیں تو خالی تھیں مگر دل ایک دوسرے کے احساس و محبّت سے بھرے ہوتے تھے۔ لوگ ایک دوسرے کے غموں اور خوشیوں میں دل سے شریک ہوتے۔ دوستوں، عزیزوں کی موجودگی پریشانیوں کا علاج ہوا کرتی۔ انسان دوسروں کی کامیابیوں کو اپنی ناکامی تصوّر نہ کرتے۔ قناعت اور شکر کا یہ حال تھا

کہ بمشکل دو وقت کا کھانا ملنے پر لوگ نہ صرف دل سے شکر کرتے بلکہ کھانا سامنے آنے پر یہ دعا بھی کرتے کہ یا اللہ سب کو دینا۔

پھر نیا زمانہ آیا جس میں پیسہ کامیابیوں کا معیار ٹھہرا اور انسان کو دوڑ کے اس میدان میں لاکھڑا کیا کہ جس کی کوئی منزل ہی نہیں۔ دوسروں کے لئے تو الگ اپنے بچوں کے لئے وقت نکالنا بھی مشکل ہوگیا۔ آج جیبیں بھری ہوئی ہیں مگر دل اپنی ذات کے سوا دوسروں کے احساس سے خالی ہوتے جا رہے ہیں۔ ٹیلی فون نے جہاں فاصلے کم کر دئے وہاں ذہنی اُلجھنوں اور بیماریوں میں بھی اضافہ کر دیا۔ ظاہر ہے جب گفتگو لمبی ہو تو پھر دوسروں کی چغلی، غیبت تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے حسد، احساسِ کمتری، وغیرہ پیدا ہونا عام سی بات ہے۔ غرض نئے زمانے میں ذہنی دباؤ جیسی بہت سی ذہنی بیماریاں ہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ دیگر جسمانی بیماریوں سے جڑی ہوئی ہیں۔

دل کا ٹوٹنا تو محاورے کے طور پر استعمال ہوتا تھا، مگر آج تحقیق نے ثابت کیا ہے جب کوئی شخص کسی بڑے جذباتی واقعہ سے گزرتا ہے تو اس اچانک بڑے غم، حادثہ، شدید غصہ یا ذہنی اذیت سے دل پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے، اسے دل کا ٹوٹنا یا broken heart syndrome کہتے ہیں۔ ایسے اوقات میں ایڈرینالین ہارمون دل کے پٹھوں پر اثر انداز ہوکر اسے کمزور کرتا ہے جس سے سینے میں درد، دل کی بے قاعدہ دھڑکن وغیرہ آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

مثل مشہور ہے کہ 'کمان سے نکلا تیر اور منہ سے نکلے الفاظ واپس نہیں ہوتے'۔ اور کچھ الفاظ تیر و تلوار سے گہرے زخم چھوڑ جاتے ہیں۔ اس لئے 'پہلے تولو پھر بولو' کے تحت بہت سوچ کر بات کرنی چاہئے جو کسی کے دل دکھانے کا باعث نہ بنیں۔ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مختصر ترین الفاظ 'اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَ یَدِہٖ۔ یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں'۔ میں نہ صرف انسانی معاشرے کے امن، باہمی احترام و محبّت کی گہری حکمت بیان فرما دی بلکہ زبان کا ہاتھ سے پہلے ذکر فرما کر سمجھا دیا کہ زبان سے دی گئی تکلیف زیادہ دیرپا اور اذیت کا باعث بن جاتی ہے۔

یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ فون پر دوسری جانب فرد کو مطلع کئے بغیر اس سے فون کا سپیکر آن کر کے بات کرنا بھی نہ صرف خیانت ہے بلکہ اس سے انسان کے لئے مشکلات اور پریشانیاں بھی پیدا ہوجاتی ہیں۔ اس خیانت میں جانے انجانے بہت سے افراد مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ دوسری جانب فون پر موجود بولنے والے کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ جو باتیں وہ ایک شخص سے کر رہا ہے، اسے دوسری طرف پورا کنبہ سن رہا ہے۔ اس سے پریشانیاں تو پیدا ہوتی ہی ہیں، اخلاقی لحاظ سے بھی نہایت نامناسب ہے۔ اگر اشدّ مجبوری پر سپیکر آن کرنا بھی پڑے تو دوسری طرف اطلاع کر دینی چاہئے کہ سپیکر آن ہے۔

غمخوار دوست اور بزرگوں کی صحبت

غمخوار کا مطلب ہی غم کھا جانے والا ہے۔ یہ بات تصدیق شدہ ہے کہ غم بانٹنے سے ہلکے ہوتے ہیں۔ اگر انسان پریشانیوں کو اپنے ہمدرد سے بیان نہ کرے تو وہ پریشانیاں بڑھتی بڑھتی اضطراب، بے چینی اور ذہنی دباؤ تک لے جاتی ہیں۔ سادہ زمانوں میں چونکہ اپنے دوستوں، بزرگوں اور قریبیوں کی محفل میں بیٹھ کر غم ہلکے کر لئے جاتے تھے، مگر اس مصروف زمانہ میں یہ نعمت بھی ہاتھ سے گئی۔ ذہنی دباؤ میں روز افزوں زیادتی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس مرض کی نئی سے نئی ادویات بازار میں آ رہی ہیں اور ان کی فروخت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ تاہم اب تو ماہر نفسیات بھی جان چکے ہیں کہ ان ادویات کے استعمال سے اس مرض کو قابو کرنا مشکل ہے اس لئے وہ مریض کے ساتھ دوستانہ تعلق بنا کر اس سے اس کی پریشانیاں پوچھتے ہیں۔ یعنی وہی بات چیت، غم ہلکا کرنا جو دوست دوستوں سے کیا کرتے تھے۔ لیکن اس کے لئے غمخوار، ہمدرد دوست کا ہونا ضروری ہے۔ اور ایسا دوست اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ غالب نے یہ مضمون اس طرح سے باندھ کر بہت پہلے ہمیں ان مسائل کا حل بتا دیا تھا۔

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا

اس کے علاوہ بھی درجنوں دوسرے عناصر ہیں، جیسے تمباکو نوشی، ادویات کا بے جا استعمال، پلاسٹک کے برتن وغیرہ جو انسانی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مٹی کے برتنوں اور مٹکوں میں کھانے کے ساتھ ساتھ قدرتی معدنیات بھی جسم کو مل جاتے، جو اب قصہ پارینہ بن چکے۔ قارئین کو دیگر عوامل پر دعوت تفکر دیتے ہوئے اس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔

رپورٹ: شعبہ تربیت جرمنی

حِسیں نامہ میرے بھی نام آ گیا ہے

جماعت احمدیہ جرمنی میں احمدی گھرانوں کے دورہ جات

مجلس شوریٰ 2022ء کی سفارش پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت سے متعلق مندرجہ ذیل تجویز منظور فرمائی تھی:

''کورونا کی وجہ سے ہمیں عبادات اور پروگراموں میں فعال شرکت کے حوالے سے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مجلس شوریٰ، جماعت کی تعلیمی و تربیتی ضروریات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس حوالہ سے جائزہ لے اور لائحہ عمل تجویز کرے۔''

اس تجویز کی تکمیل و تعمیل کے لئے جو لائحہ عمل تیار کیا گیا، جس کا ایک اہم حصّہ Haus Besuch کی مہم تھی۔ چنانچہ سال کے ابتدائی تین ماہ کے دوران جملہ مربیان کرام، ممبرانِ نیشنل عاملہ، ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ، ریجنل امراء اور اسی طرح لوکل عاملہ کے مخصوص عہدیداران ہر گھر میں جا کر افرادِ جماعت سے ملے، حال و احوال دریافت کیا، ان کے مسائل کو جاننے کی کوشش کی اور جماعت کی طرف سے ہر طرح کے تعاون کا پیغام پہنچایا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر گھر میں جوبلی کا ایک خصوصی سٹیکر چسپاں کر کے چاکلیٹ کا تحفہ دیا گیا جس پر چھوٹا سا پیغام بھی تحریر تھا۔ ایسی خواتین جو اکیلی ہیں یا اپنے بچوں کی اکیلے کفالت کر رہی ہیں، ان سے صدر لجنہ صاحبہ گھر جا کر ملیں۔ اس مہم کی شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق نیشنل شعبہ تربیت نے ممبران نیشنل اصلاحی کمیٹی کے تعاون سے اس مہم کی نگرانی کی۔

مہم کا آغاز و دورانیہ

اِس مہم کا یکم جنوری تا 31 مارچ انعقاد کیا گیا۔ تجنید کے مطابق جرمنی بھر میں احمدی گھرانوں کے سربراہوں کی تعداد 16941 ہے جنہیں مذکورہ بالا مرکزی نمائندگان میں تقسیم کیا گیا۔ ان نمائندگان کی نگرانی مبلغ انچارج صاحب، جنرل سیکرٹری صاحب جرمنی، صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی، نیشنل صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور صدر صاحبہ مجلس لجنہ اماء اللہ جرمنی نے کی۔ جبکہ نیشنل شعبہ تربیت نے تمام مرکزی نمائندگان کو ان کے علاقہ جات، جماعتوں اور گھروں سے متعلق معلومات فراہم کیں۔ نمائندگان میں تقسیم کئے گئے گھروں کی تفصیل درج ذیل ہے:

مرکزی نمائندگان	تعداد
مربیان سلسلہ (فیلڈ)	69
مربیان سلسلہ (دفاتر و جامعہ احمدیہ جرمنی)	48
نیشنل مجلس عاملہ جماعت جرمنی	31
نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ و زعماء علاقہ	38
مخصوص ممبران نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ	36
ریجنل امراء	12
لوکل امراء و لوکل امارت نمائندگان	51
نیشنل شعبہ جات کے چند ممبران	8
کُل مرکزی نمائندگان	293

احمدی گھرانوں کی سربراہ خواتین کے لیے محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ نے نمائندگان کی ڈیوٹی لگائی جو 459 ایسے گھروں میں گئیں اور ان سے ملاقاتیں کیں۔

اس مہم کے دوران ممبران اصلاحی کمیٹی کا مسلسل آپس میں رابطہ رہا اور وقتاً فوقتاً اس حوالہ سے جائزہ بھی لیا گیا۔ نیز اس مہم کے متعلق نیشنل مجلس عاملہ کو بھی وقتاً فوقتاً جائزہ پیش کیا جاتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ نگرانوں کے جائزہ کے لیے نیشنل شعبہ تربیت نے ایک لنک بھی تیار کیا جس سے نگران اپنے اپنے ذمہ مرکزی نمائندگان کا جائزہ دیکھ سکتے تھے کہ کتنے گھر وزٹ ہو چکے ہیں۔ اس مہم کی کامیابی کے لیے نیشنل شعبہ تربیت کی طرف سے مہم کے دوران خطبات جمعہ میں مسلسل اعلانات بھی بھجوائے گئے تا کہ لوگوں کو اس کی اہمیت کا علم ہو۔

مہم کے دوران بعض ایسے احمدی گھرانے جن سے کسی وجہ سے ملاقات نہیں ہو پائی، کے لیے محترم نیشنل امیر صاحب کی طرف سے ایک محبّت بھرا خصوصی پیغام خط کی شکل میں تیار کیا گیا جسے مرکزی نمائندگان یا صدران جماعت نے چاکلیٹ کے ساتھ ان کے گھروں تک پہنچایا۔

مجلس شوریٰ 2023ء میں پیش کی جانے والی رپورٹ درج ذیل ہے:

مرکزی نمائندگان	دورہ جات
مربیان سلسلہ (فیلڈ)	6272
مربیان سلسلہ (دفاتر و جامعہ احمدیہ جرمنی)	908
نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی	584
نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ و زعماء علاقہ	716
مخصوص ممبران نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ	332
ریجنل امراء	93
لوکل امراء و لوکل امارت نمائندگان	413
نیشنل شعبہ جات کے چند ممبران	167
لجنہ اماءاللہ	459
مرکزی نمائندگان کے کُل دَورہ جات	9944

ہمیں اس کا روشن پیام آ گیا ہے

خلافت کے دَر سے سلام آ گیا ہے
وہ الفت کا اک دیکھو جام آ گیا ہے

ہر اک سمت ظلمت کی کالی گھٹائیں
ہمیں اس کا روشن پیام آ گیا ہے

وہ جس نور کا مَیں بھی اک خاکِ پا ہوں
حسین نامہ میرے بھی نام آ گیا ہے

جو بانٹے سبھی کو دکھوں میں بھی الفت
وہ برحق جہاں میں امام آ گیا ہے

پیادے بہتر 72 ہیں زخموں سے چور
وہ اک لے کے عرفاں کا جام آ گیا ہے

خدارا ذرا کھولو مدہوش آنکھیں
پیارے نبیؐ کا غلام آ گیا ہے

عوارض سبھی جو اُکھیڑے جڑوں سے
معالج وہ اک خوش کلام آ گیا ہے

بچائے گا حافظ جو دامن میں لے کر
وہ عیسیٰ وہ مہدی امام آ گیا ہے

(ابن کریم)

ذاتی روابط قائم کرنے کی کوشش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد مواقع پر عہدیداران کو احباب جماعت سے ذاتی روابط قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مؤرخہ 6 مارچ 2022ء کو مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ساتھ آن لائن ملاقات میں حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''ذاتی روابط قائم کرنے کی کوشش کریں اور اس طریقہ سے وہ آپ کے قریب آ جائیں گے۔ لیکن اس سے پہلے جماعت کی مکمل انتظامیہ کے تحت ایک مربوط کوشش ہونی چاہئے یعنی جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے تحت، جس کے ذریعہ سے وہ اُن کے والدین کے شبہات اور رنجشوں کو دور کر سکیں اور لجنہ بھی یہ کرے اور اگر وہ اصلاح کر جاتے ہیں تو وہ جماعت سے جُڑ جائیں گے اور بچے بھی مسجد آنا شروع ہو جائیں گے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ بچوں کو (جماعت سے) جوڑنے میں کامیاب ہو جائیں لیکن کچھ وقت کے بعد اُن کے والدین اُن کو کہیں کہ نہیں تم کو مسجد جانے کی اجازت نہیں۔ اگر وہ پندرہ سال سے کم ہوں، اگر وہ اِس سے اوپر ہوں تو وہ اپنا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہمیں پوری فیملی کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں مشترکہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے''۔

(روزنامہ الفضل آن لائن 9 جون 2022ء)

مرتبہ: مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

یہ تصویر 1631ء میں Magdeburg شہر کی فتح کا منظر دکھا رہی ہے۔

Reformation کی تحریک اور اس کے اثرات کے بعد، یعنی 1555ء کے بعد نصف صدی امن میں گزری۔ لیکن جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، امن سطح پر تھا اور درپردہ چپقلشوں کا آغاز ہو چکا تھا۔

یورپ میں سیاسی کشمکش انتہا پر تھی۔ امریکا کی دریافت کے بعد سے معاشی بالادستی سمندروں پر طے پانے لگی تھی۔ جرمنی گو براہِ راست اس کا حصہ نہ تھا، لیکن یورپ کے وسط میں ہونے کے باعث جرمنی اور یورپ کا ایک دوسرے سے متاثر ہونا بالکل فطری تھا صورتِ حال یہ تھی کہ آدھا جرمنی کیتھولک تھا اور آدھا جرمنی پروٹیسٹنٹ۔ اسی طرح کچھ یورپی سلطنتوں میں پروٹیسٹنٹ ازم پھیل چکا تھا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ Holy Roman Empire of the German Nation اپنا قیصر Electroral College کے ذریعے منتخب کرتی تھی جس میں سات prince-electors اپنے اپنے علاقوں کی نمائندگی میں رائے دیتے تھے۔ سات میں سے تین علاقے کیتھولک تھے اور تین علاقے پروٹیسٹنٹ۔ ایک علاقہ Bohemia کا تھا جو کم و بیش آج کا Czech Republic کا علاقہ ہے۔ Bohemia کی آبادی پروٹیسٹنٹ تھی۔ اس کے بالا دست طبقے اب کیتھولک کلیسا سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔ جبکہ ان پر حکومت Habsburg خاندان کی تھی جو لمبے عرصے سے قیصریت پر بھی فائز تھا۔ مذہبی آزادی کے معاہدے کے برخلاف Habsburger قیصر Ferdinand II بوہیمیا کے پروٹیسٹنٹس کو دبا کر رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ بوہیمیا اگر پروٹیسٹنٹس کے حق میں ووٹ دیتا تو اگلا قیصر پروٹیسٹنٹ ہوتا اور کیتھولک تسلط جرمنی پر بہت کمزور پڑ جاتا۔

کچھ سیاسی ناہمواریوں کی وجہ سے جرمن علاقے اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی عسکری تعاون ڈھونڈ رہے تھے۔ اسی طرح یورپی طاقتیں بھی سیاسی اور معاشی کشمکش کے باعث جرمن علاقوں کے ساتھ اپنے اپنے مفاد کے مطابق جُڑ رہی تھیں یعنی، کچھ پروٹیسٹنٹ علاقوں کے عسکری حمایتی تھے اور کچھ کیتھولک علاقوں کے۔

یہ نقشہ بتاتا ہے کہ حالات جنگ کے دہانے پر تھے۔ سنہ 1618ء میں اس کھولتی ہوئی دیگ کا ڈھکن آخر اُڑ گیا۔ بوہیمیا کے شہر پراگ میں ایک ملاقات کے دوران بوہیمیا کے نواب زادوں نے Habsburger قیصر Ferdinand II کے بھیجے ہوئے نمائندوں کو کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ ان نمائندوں کو تو صرف خراشیں آئیں لیکن اس تاریخی تضحیک نے جرمنی کو اس جنگ میں جھونک دیا جس کے دہانے پر وہ دیر سے کھڑا تھا۔ بوہیمیا کے نوابوں نے Pfalz کے پروٹیسٹنٹ Prince Elector کو اپنا حاکم بنا لیا تو باقی پروٹیسٹنٹ علاقے اس کی مدد کو نہ آئے۔ نہ صرف بوہیمیا اس کے ہاتھ سے نکل گیا بلکہ Pfalz میں بھی Habsburger قیصر قابض ہو گیا۔ جب Ferdinand II شمال کی طرف آگے بڑھنے لگا تو Denmark اپنی حدود کو بچانے کی خاطر جنگ میں کود پڑا۔ لیکن اسے بھی شکست ہوئی۔

1630ء تک آثار ایسے تھے کہ جلد ہی کیتھولک جرمنی مکمل مملکت پر اپنا تسلط قائم کر لے گا، لیکن جب یہ مزید شمال مشرق کی طرف بڑھنے لگے تو سویڈن لڑائی کے لیے نکل آیا۔ ساتھ ہی فرانس جو جرمنی کا دیرینہ دشمن تھا، سویڈن کا مددگار بن گیا تاکہ Habsburg کی طاقت حد سے زیادہ مضبوط نہ ہو جائے۔ سویڈن کا بادشاہ پہلی مرتبہ بندوقوں سے مسلح افواج لے کر نکلا اور بویریا تک پہنچ گیا لیکن جنگ میں وہ خود مارا گیا۔ اس واقعے کے بعد 1634ء میں فرانس اس جنگ میں کود پڑا۔ اب یہ جنگ فرانس اور سویڈن کے گٹھ جوڑ اور Habsburger خاندان کے درمیان تھی۔ اور اس جنگ کا میدان جرمنی تھا۔ یہ جنگ مزید چودہ سال اور کل تیس سال تک جاری رہی، یعنی 1648ء تک۔ جب Habsburger اور سویڈن فرانس کے گٹھ جوڑ میں طویل جنگ کے بعد بھی کوئی فاتح نہ ہو سکا اور دونوں فریقین کی افواج تھک ہار چکی تھیں تو آخر کار امن کا معاہدہ طے پایا جسے Peace of Westphalia کہا جاتا ہے۔

جرمنی کے عوام پر یہ وقت کیسا ہولناک تھا اس کا تصور بھی ممکن نہیں۔ جرمنی میں اب نہ تجارت تھی، نہ کاشت کاری۔ صرف بھوک، موت اور بیماری تھی۔ جرمنی کی آبادی کا ایک تہائی حصہ اس موجِ اجل کا شکار ہوا۔ اس تیس سالہ جنگ نے جرمنی کے شہروں کو ویران کر دیا۔ شہر Magdeburg کی آبادی تیس ہزار ہوا کرتی تھی، لیکن جنگ کے بعد اس کی آبادی صرف چار سو پچاس رہ گئی۔

(جاری ہے)

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمن ادب کے اعلیٰ ترین اعزاز کا اعلان

جرمن زبان میں ادبی خدمات کے اعتراف میں ہر سال گیورگ بیوشنر (Georg Büchner) نامی اعزاز دیا جاتا ہے۔ امسال یہ اعزاز لٹس زائلر (Lutz Seiler) کے نام ہوا ہے۔ ساٹھ سالہ ادیب مشہور شاعر اور ایسی کتب کے مصنف بھی ہیں جو متعدد اعزازات حاصل کر چکی ہیں۔ موصوف کو جرمن ادب کا یہ اعلیٰ اعزاز دینے کا فیصلہ جرمن اکیڈیمی برائے زبان و ثقافت نے 18 جولائی 2023ء کو کیا۔ یہ اعزاز ڈارمشٹڈ میں چار نومبر 2023ء کو منعقد ہونے والی ایک تقریب میں دیا جائے گا۔

روسی جنگی جرائم اور جرمنی کی ذمہ داری

جرمنی کی وزیر خارجہ اینالینا بیئربوک نے کہا ہے کہ ماضی میں نسل کشی اور انسانیت سوز ریکارڈ کے تناظر میں اب جرمنی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مستقبل میں ہونے والی جنگوں اور جرائم کو روکنے کے لئے اپنی ذمہ داری نبھائے۔ انہوں نے یہ بات عالمی فوجداری عدالت (آئی سی سی) کے قیام کی 25 ویں سالگرہ پر ڈی ڈبلیو سے ایک خصوصی گفتگو کے دوران کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ چین سے لاحق خطرات کو ختم کرنے کے لئے برلن کا موقف امریکہ جیسا ہی ہے۔

سینکڑوں بچے سمندر میں غرق

بچوں کے حقوق و تحفظ کی عالمی تنظیم یونیسف نے حالیہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ سال رواں کے ابتدائی چھ مہینوں میں 300 بچے سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہوئے ہیں۔ میڈیا بریفنگ میں ادارے کے سربراہ نے بتایا کہ ہلاک ہونے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوسکتی ہے کیونکہ وسطی بحیرہ روم میں متعدد بحری جہازوں کے حادثات میں کوئی نہیں بچا تھا۔ رپورٹ کے مطابق 2023ء کے پہلے چھ ماہ میں 11600 بچے سفر پر نکلے تھے جو 2022ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں تقریباً دوگنا ہے۔

آبادی کے اعتبار سے پانچواں بڑا ملک

ہر سال ملکی آبادی میں چار اعشاریہ دو فیصد کی رفتار کے ساتھ اضافے سے پاکستان نے دنیا میں آبادی کے لحاظ سے 5 ویں بڑے ملک کا اعزاز حاصل کر لیا۔ پاپولیشن کونسل کی طرف سے آبادی کے عالمی دن پر جاری کردہ ہوشربا اعداد و شمار کے ساتھ ایک رپورٹ جاری کی ہے جس میں اس اعزاز کا ذکر کیا گیا ہے۔ تمام ایشیائی ممالک میں پاکستان کی اس میدان میں پیش قدمی کی رفتار سب سے تیز ہے۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ جنوبی ایشیا سے تعلق رکھنے والے ایٹمی ملک بھارت نے اسی سال سب سے بڑی آبادی والے ملک کا اعزاز اپنے نام کیا ہے

خونی آبشار کا معمہ حل

1911ء میں انٹارکٹیکا میں ایک مہم کے دوران برطانوی محققین اس وقت دَنگ رہ گئے جب انہوں نے ایک گلیشیئر سے خون کو بہہ کر برف سے ڈھکی ایک جھیل میں گرتے دیکھا تھا۔ بعدازاں اس کو بلڈ فال (Blood Fall) کا نام دیا گیا۔ یہ معمہ ایک صدی بعد حل ہوا ہے۔ تازہ ترین تحقیق کے مطابق گلیشیئر میں برف سے سینکڑوں میٹر نیچے سائنسدانوں نے خوردبینی تصاویر میں آئرن سے بھرپور قدیم جرثوموں کو دیکھا۔ یہ ننھے ذرات گلیشیئر کے پگھلنے والے پانی میں وافر مقدار میں موجود تھے ان میں سیلیکون، کیلشیم، ایلومینیم اور سوڈیم جیسی معدنیات بھی موجود تھیں۔

شامی نوجوان ٹاؤن میئر بن گیا

8 سال قبل شام سے غیر قانونی طریقے سے جرمنی پہنچنے والا 29 سالہ شامی نوجوان ریان الشبل جرمن ٹاؤن کا میئر بن گیا۔ شام میں جاری خانہ جنگی کی وجہ سے وہ بھاگ کر شام پہنچا تھا۔ جرمن زبان سیکھنے کے بعد الشبل نے ایک ٹاؤن ہال میں انٹرن شپ کی اور پہلی بار عوامی ادارے کو کام کرتے دیکھا۔ شامی نوجوان نے بینکنگ اور فنانسنگ کی تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔ اپریل میں 2500 افراد کی آبادی والے قصبہ سوابیان کمیونٹی نے 55.4 فیصد ووٹوں سے اس کو میئر منتخب کیا جس نے اب حلف اٹھا لیا ہے۔

واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو جرمنی

کا

چوتھا سالانہ اجتماع 2023ء

رپورٹ: مکرم سعادت احمد صاحب، سیکرٹری وَقفِ نَو جرمنی

جرمنی کے واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کا چوتھا سالانہ اجتماع مؤرخہ 18 جون 2023 بروز اتوار Sport und Freizeitzentrum Kalbach فرانکفرٹ میں منعقد ہوا جس میں 1295 واقفاتِ نَو، 1444 واقفینِ نَو اور 1984 مہمانوں، والدین، نیشنل عاملہ ممبران اور مربیانِ کرام نے شرکت کی۔ اس طرح کل 4723 افراد نے اس اجتماع کو رونق بخشی۔ اجتماع کا مرکزی موضوع سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ تاریخی خطبہ جمعہ تھا جو حضورِ انور نے مؤرخہ 28/اکتوبر 2016ء کو مسجد بیت الاسلام کینیڈا میں ارشاد فرمایا تھا۔

دو ماہ قبل ناظمین کی ٹیم بنائی گئی اور اجتماع کی تیاریوں کا آغاز کر دیا گیا۔ سیکرٹریان کے ذریعے واقفینِ نَو تک پروگرام اور نصاب پہنچایا گیا اور گاہے بگاہے یاددہانی بھی کروائی جاتی رہی۔ مؤرخہ 17 جون 2023ء بروز ہفتہ صبح 8 بجے وقارِ عمل کے لئے احباب تشریف لائے اور ساتھ ہی مہمانوں کی آمد ورفت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

مؤرخہ 18 جون کو اجتماع کا افتتاحی اجلاس مکرم لقمان احمد کشور صاحب (انچارج شعبہ وقفِ نَو مرکزیہ لندن) کی زیرِ صدارت ہوا۔ تقریباً سوا دس بجے افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم اور اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں نظم پیش کی گئی۔ اس کے بعد مکرم لقمان احمد کشور صاحب نے افتتاحی تقریر میں حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ افتتاحی تقریب کے بعد واقفاتِ نَو کا الگ پروگرام جاری رہا۔

امسال واقفینِ نَو کو عمر کے اعتبار سے چار بڑے گروپس اور چالیس چھوٹے گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ ہر گروپ کے لئے ایک مربیٔ سلسلہ بطور نگران مقرر ہوئے۔ ہال میں خدام اور اطفال کے لئے الگ الگ جگہیں مختص کی گئیں۔ اطفال واقفینِ نَو کے لئے علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا اہتمام کیا گیا جبکہ خدام واقفینِ نَو کے لئے ایک خاص پروگرام رکھا گیا جس میں خدام واقفینِ نَو کو مختلف شعبہ جات اور اس میں خدمات کے حوالہ سے راہنمائی کی گئی۔ اس پروگرام میں جماعت جرمنی کے متعدد جماعتی شعبہ جات کے انچارج صاحبان نے اپنے اپنے شعبہ کے پراجیکٹ کا تعارف کروایا۔ اس پروگرام کے اختتام پر واقفینِ نَو کو ہال میں قائم کیے گئے مختلف معلوماتی جماعتی سٹالز سے آگاہ کیا گیا اور انہیں اپنی دلچسپی کے مختلف شعبہ ہائے خدمت کے سٹالز پر جاکر معلومات اور گفتگو میں حصہ لینے کا کہا گیا۔

بعد ازاں خدام کے علمی اور ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ واقفینِ نَو کے اس اجتماع میں ہونے والے تمام

تقریر کرتے ہوئے : مکرم لقمان احمد کشور صاحب، کرسیوں پر: مکرم سعادت احمد صاحب، مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی، مکرم صداقت احمد صاحب

مقابلوں کے منصفین کے فرائض مربیان کرام نے ادا کئے۔ بعد اَزاں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا جس کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تلقین عمل کے پروگرام میں مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز کی اہمیت وبرکات کے موضوع پر بہت پُراثر تقریر کی۔

امسال پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خصوصی طور پر واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو جرمنی کے لیے ایک پیغام بھجوایا جس کو مکرم لقمان احمد کشور صاحب اور مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے پڑھ کر سنایا۔

مکرم لقمان احمد کشور صاحب انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ، مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی، مکرم عمران ذکا صاحب نیشنل محاسب جماعت احمدیہ جرمنی اور مکرم شعیب عمر صاحب استاد جامعہ احمدیہ جرمنی نے خدام واقفینِ نَو سے گفتگو کی جس میں انہوں نے واقفینِ نَو کو جماعت کے مختلف شعبہ جات میں خدمت کرنے، عبادتوں میں اعلیٰ معیار قائم کرنے کی اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر کامل وفا سے عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی۔ گفتگو میں واقفینِ نَو کو مختلف شعبہ جات میں درکار خدمات کے حوالہ سے جماعتی ضروریات سے بھی آگاہ کیا گیا۔

اطفال واقفینِ نَو کے لئے ڈاکٹر بلو اور مدبّر بھائی کے ساتھ ایک مخصوص پروگرام واقفینِ نَو کی پہچان کے حوالے سے رکھا گیا جس سے اطفال واقفین بہت لطف اندوز ہوئے۔

واقفینِ نَو کے لئے مقابلہ کوئز بھی رکھا گیا جس کے لئے ایک آن لائن پلیٹ فارم استعمال کیا گیا۔ تمام واقفینِ نَو اپنے موبائل کے ذریعہ اس کوئز میں شامل ہوئے۔ کوئز پروگرام کے بعد ہر سوال کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور صحیح جوابات بتائے گئے۔ اس کے علاوہ محترم سیّد ہاشم اکبر صاحب والد محترم سیّد طالع احمد صاحب شہید کے ساتھ ایک خصوصی نشست آن لائن منعقد کی گئی جس میں آپ نے مکرم سیّد طالع احمد صاحب شہید سے متعلق سنہری اور ایمان افروز یادوں اور اوصاف کا تذکرہ کیا۔

سات بجے اختتامی تقریب کا آغاز ہوا جس کی صدارت انچارج شعبہ وقفِ نَو مرکزیہ نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج اپنی نصائح میں تمام واقفینِ نَو کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی سے آگاہ کرتے ہوئے قربانی کا فلسفہ بیان کیا۔ اس کے بعد تمام مقابلہ جات میں اعزاز حاصل کرنے والے واقفینِ نَو کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات تقسیم کئے گئے۔ تقریب کے آخر پر مکرم لقمان احمد کشور صاحب (انچارج شعبہ وقفِ نَو مرکزیہ لندن) نے دعا کروائی۔

وقت کم ہے، بہت ہیں کام، چلو
ملگجی ہو رہی ہے شام، چلو
زندگی اس طرح تمام نہ ہو
کام رہ جائیں ناتمام، چلو
کہہ رہا ہے خرامِ بادِ صبا
جب تلک دم چلے مدام چلو
منزلیں دے رہی ہیں آوازیں
صبح محوِ سفر ہو، شام چلو
ساتھیو! میرے ساتھ ساتھ رہو
قربتوں کا لئے پیام، چلو
تم اُٹھے ہو تو لاکھ اُجالے اُٹھے
تم چلے ہو تو برق گام چلو
کبھی ٹھہرو تو مثل ابر بہار
جب برس جائے فیضِ عام، چلو
رات جاگو مہ و نجوم کے ساتھ
دن کو سورج سے ہم خرام چلو
ہو تُمہی کل کے قافلہ سالار
آج بھی ہو تُمہی اِمام، چلو
تم سے وابستہ ہے جہانِ نو
تمہیں سونپی گئی زمام، چلو
آگے بڑھ کر قدم تو لو، دیکھو
عہدِ نَو ہے تمہارے نام، چلو
پیشوائی کرو، تمہاری طرف
آ رہا ہے نیا نظام، چلو
اے خوشا، دل بیار، دست بکار
لہر در لہر شاد کام چلو
زیر و بم میں دلوں کی دھڑکن کے
موجزن ہو خدا کا نام، چلو
دل سے اٹھے جو نعرۂ تکبیر
ہو ثریا سے ہمکلام، چلو

(کلام طاہر)

وہ بوئے گل تھا کہ نغمۂ جاں

مکرم غلام محی الدّین صادق صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

محترمہ زینت حمید صاحبہ

میرے پیارے ابّاجان مکرم حاجی غلام محی الدین صادق صاحب 21 مارچ 2007ء کو کچھ عرصہ بیمار رہ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، اناللہ واناالیہ راجعون۔

بچپن سے لے کر ہوش سنبھالنے کی عمر تک اور پھر زندگی کے ہر موڑ پر ہر قسم کے حالات میں جس شخصیت نے اپنی محبّت وشفقت اور خاموش زبان میں اپنا نمونہ پیش کیا وہ میرے پیارے ابّاجان ہیں۔

گوناگوں خوبیوں کے حامل، اولاد سے شفقت اور بیٹیوں سے خصوصی محبّت اور زندگی کا ایک ایک لمحہ کشید کرنے والے میرے پیارے ابّاجان 1929ء میں صحابی حضرت مسیح موعودؑ مولوی الف دین صاحبؓ کے گھر آخری اولاد کی شکل میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اسکول کی عمر سے ہی قادیان میں اپنی بڑی بہن کے زیرِ سایہ پرورش پائی اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ قادیان کا ذکر، صحابہ کا ذکر، اساتذہ کی شفقتوں کا ذکر لمبی کہانی ہے۔

ابّاجان کو علم حاصل کرنے کا جنون کی حد تک شوق تھا بلکہ پڑھانے کا شوق شاید جنون سے بھی کچھ زیادہ تھا۔ اس شوق کی تکمیل میں میرے ساتھ 1968ء میں اپنی 39 سال کی عمر میں پہلے نہ صرف خود میٹرک فرسٹ ڈویژن میں کیا اور حکومت سے وظیفہ حاصل کیا بلکہ ساتھ ہی اپنے ایک نیوی کے ساتھی کو بھی میٹرک کروایا اور ساری تیاری خود کرواتے رہے۔ اس کے بعد اردو آرٹس کالج کی شام کی کلاسز میں پہلے انٹر اور پھر بی اے مکمل کیا۔

آپ کی شادی میری والدہ محترمہ نور زینب صاحبہ سے 1948ء میں سیالکوٹ میں ہوئی۔ شادی کے بعد کچھ عرصہ سیالکوٹ اور ربوہ میں گزرا۔ نیوی میں ملازمت ملنے کے بعد کراچی نیول کالونی میں منتقل ہوگئے۔ آپ نے 1945ء تا 1972 نیوی میں ملازمت کی۔ پھر 1982ء تک مرچنٹ نیوی میں ملازم رہے۔ اسی دوران قرآنِ کریم کے گیارہ پارے حفظ کیے۔

1982 سے 1992 جماعت کراچی کے حلقہ النور میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

اس دوران مربّی اطفال کی ذمّہ داری خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اس زمانے کے اطفال آج بھی ابّاجان کی شفقت اور کاوشوں کے معترف ہیں۔ ملازمت کی نوعیت کی وجہ سے سال کا اکثر حصہ شہر بلکہ ملک سے باہر گزرتا۔ تاہم ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے بچوں کی تربیت کے لئے اپنے آپ کو گویا وقف ہی کر دیا تھا چنانچہ اپنے نواسے نواسیوں اور پوتے پوتیوں اور اسی طرح محلے کے دوسرے احمدی بچوں کو نماز کے لیے اپنی بائک پر ساتھ لے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ان کی اولاد بلکہ اولاد کی اولاد میں یہ سلسلہ جاری و ساری ہے، الحمدللہ۔ پھر 1992ء میں آپ جرمنی ہجرت کر آئے تو بھی آخر دم تک خدمتِ دین کی توفیق پاتے رہے۔ آپ یہاں 25 اکتوبر 1994 تا وفات 21 مارچ 2007 پہلے قاضی اوّل پھر ممبر قضا بورڈ جرمنی رہے اور ایسی شاندار خدمات سرانجام دیں کہ قضا نے قراردادِ تعزیت میں آپ کے لئے صاف گو، نڈر اور صائب الرائے کے الفاظ تحریر کیے، الحمدللہ۔

ماں باپ اور بہن بھائیوں کی شفقتوں اور ان کی تربیت سے نکھرنے والی میرے ابا جان کی شخصیت نہایت دلآویز تھی۔ سب کے دل موہ لینے والے تھے۔ قرآنِ کریم کا علم، تاریخ سے دلچسپی اور شعر وشاعری سے شغف رکھنے والے، بہترین داستان گو، مہربان مربی، بہترین استاد اور شفیق باپ، ہماری زندگیوں کو دین کی راہ پر ڈالنے والے خدا اور اس کے رسول ﷺ اور سلسلے کی محبّت ہمارے دل میں ڈالنے والے ہمارے ابّاجان نے اپنے دس بچوں

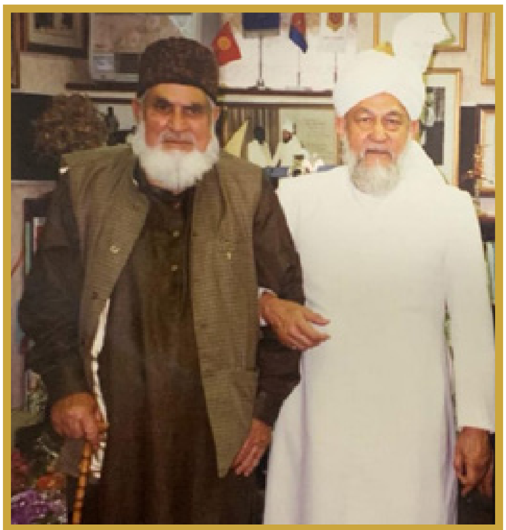

مکرم غلام محی الدین صادق صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے شفقتیں سمیٹتے ہوئے

کو بڑی محبّت، تندہی، مشقت اور تکلیفوں سے گذر کر پروان چڑھایا۔ ہر بچے سے اس کے مزاج کے مطابق سلوک کیا اور چھوٹی چھوٹی خوشی کا خیال رکھا۔ محدود وسائل کے باوجود سیر وتفریح اور خوشیاں فراہم کرنے کے دیگر طریق اختیار کیے۔ فوجی ہونے کی وجہ سے نظم وضبط اور وقت کی پابندی آپ کا خاصہ رہا۔ شادی بیاہ کے مواقع پر عموماً تاخیر ہو جاتی ہے۔ ابّا جان ایسے موقعوں پر سخت ناپسندیدگی کا برملا اظہار فرماتے تھے اور کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ بغیر شمولیت کے واپس آ جایا کرتے تھے۔

گھر میں بھی ہاتھ بٹانا میرے ابّاجان کا مشغلہ تھا۔ انتہائی سخت ڈیوٹی کے باوجود جب گھر پر ہوتے تو امّی کا ہر طرح ہاتھ بٹاتے۔ بچوں کو نہلانا، کبھی کوئی مزیدار سی ڈش اپنے ہاتھوں سے تیار کرنا، خاص طور پر رمضان المبارک میں کچھ نہ کچھ شوق سے بنانا اور پھر بچوں کو پڑھانا، شام کو تو ہمارا گھر اسکول بن جاتا کیونکہ محلّے بھر کے بچے پڑھنے آ جاتے۔ نماز روزے کی پابندی نہ صرف خود کرتے بلکہ سب بچوں کو بھی پنج وقتہ نماز کی عادت ڈالی۔ قرآنِ کریم نہ صرف اپنے بچوں بلکہ بیسیوں دوسرے بچوں کو بھی پڑھایا۔ قرآنِ کریم سے عجیب اُنس تھا۔ حفظ کرنے کا شوق اس قدر تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ میرے اسکول کے زمانہ میں نصف نصف پارہ یاد کر کے مجھے سناتے اور کہیں رُک جاتے تو مجھے اجازت نہ ہوتی کہ میں بتاؤں۔ بار بار دُہراتے اور پھر یاد ہو جاتا۔

حافظہ ماشاءاللہ بلا کا تھا۔نماز تراویح پڑھانے والے ائمہ کی ہمیشہ مدد کرتے۔ امیر صاحب جماعت جرمنی نے ان کی وفات پر ازراہِ شفقت اس کا ذکر بھی کیا کہ تراویح کی نماز میں قرآنِ کریم میں مدد کرنے والے تھے، جماعت میں اللہ کے فضل سےمحض اللہ کے فضل سے خاص مقام تھا۔

عاجزہ سے بھی بہت محبّت کرتے تھے، جب صدر لجنہ جرمنی تھی تو میرا دفتر بھی بیت السبوح میں ہی تھا چنانچہ آپ دفتر میں بلا کر ملتے اور ہمیشہ یہ پیش کش کرتے کہ میرے ساتھ گھر چل کر ماں کو بھی مل لینا۔ اللہ تعالیٰ کے محض اپنے فضل سے عاجزہ کو اسکول میں تقریر اور علم وادب کے دیگر پروگراموں میں نمایاں پوزیشن ملتی تو بہت ہی سراہتے۔ آنے جانے والے عزیزوں کو بتاکر بہت ہی خوشی محسوس کرتے۔ بہت حوصلہ افزائی کرتے۔ اسکول کے زمانے میں وظیفے کے لیے جب اسکول سے فارم پر ہیڈ مسٹرس سے دستخط کروائے تو انہوں نے ازراہِ شفقت تحریر کیا:

She, the girl is the best debater of school

اس قدر خوش ہوئے کہ آج بھی مسرّت سے لبریز آنکھیں سامنے آجاتی ہیں۔غرض آج اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی دیا ہے اور خدمت کے جو بھی مواقع ملے ہیں، سب اس کے فضلوں، امامِ وقت کی دعاؤں اور میرے پیارے ابّاجان کی تربیت اور آپ کی دعاؤں کا ثمر ہیں۔

دیگر بہن بھائیوں سے، یتیم بھتیجے بھتیجیوں سے اور دیگر ضرورت مند رشتہ داروں سے بھی آپ کا تعلق پرخلوص محبّت کا تھا۔سب سے چھوٹے ماموں اور چچا ہونے کی وجہ سے اپنے بھانجے بھانجیوں، بھتیجے بھتیجیوں میں بہت مقبول اور ہردلعزیز تھے۔ میرے بچوں کو خاص اُنسیت دی۔ ان کی کامیابیوں اور نمایاں پوزیشنوں اور خدماتِ دینیہ کو ہمیشہ فخر کی نگاہ سے دیکھا۔انعام دے کرحوصلہ افزائی کرنا بھی آپ کا شیوہ تھا۔ ہماری اولادوں کی اولادوں کو بھی بفضل خدا پھلتے پھولتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے لمحات کو ہرقسم کی خوشی اور مسرت سے معمور رکھا۔اپنی اولاد کی پرورش کرنے میں جو تکالیف آپ نے اور ہماری والدہ نے اٹھائیں اللہ نے ان کے بدلے بہترین انعامات سے نوازا۔ بچے اور ان کے بچے خدمتِ دین پر بھی مامور ہیں۔ دنیا کی نعمتیں بھی اللہ نے بہت دی ہیں، الحمدللہ۔

اباجان کی یادوں کے دریچے مزید وا ہوئے تو یوں کہ ہمارے بچپن میں نبیوں کی کہانیاں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے گیت، صحابہ رسول ﷺ اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی کہانیاں بھرائی ہوئی آواز سے سنانا یاد ہے۔ پاکیزہ لوریاں، بچوں کی نظمیں، ہروقت کانوں میں رَس گھولتے تھے۔ پھر خود بھی بلند پایہ شاعر تھے، حمد ونعت، خلفاء کی شان میں نظمیں، ملکی حالات پر، پردیس کی اداسی پر، عید کی خوشیوں پر، ایم ٹی اے پر، بچوں پر نظمیں، بچوں کی بسم اللہ اور آمین پر نظمیں کہیں۔ بچوں کی شادیوں پر بھی بہت خوبصورت کلام کہا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اظہار خوشنودی کے خطوط ان کی شاعری پر ان کے لئے سرمایۂ حیات تھے۔ جو نظم لکھتے سب کو دیتے اور حضورانور کے خطوط بھی کاپی کر کے دیتے۔

آخری ایّام گھر میں گزرے، کچھ ہسپتال میں۔ گھر پر ہوتے تو فون کر کے کہتے کہ زینت میں بہت اداس ہوں آجاؤ۔خود لیٹے ہوتے اور کہتے سینے پر سر رکھو۔خود بھی جذباتی اور آبدیدہ ہوجاتے اور ہمارا جذباتی ہونا بھی لازم تھا۔نماز کی پابندی کی اول وقت میں پختہ عادت تھی۔ اوّل وقت وضو کر لیتے اور جو بھی گھر میں ہوتا اس کو نماز میں شامل ہونے کا کہتے اور نماز ہمیشہ باجماعت پڑھتے۔ درس القرآن امی اکیلی ہوتیں تو ان کو بھی دیتے۔ آخری دن تک درس دیا جب تک گھر میں رہے۔ امّی جان فون پر بتاتیں کہ آج تمہارے ابا جان نے اس نبی کا ذکر کیا، یہ درس دیا۔ آخری کچھ دن بہت کمزور ہوگئے تھے، کچھ غشی کی کیفیت بھی رہتی۔غنودگی کے عالم میں بھی بستر پر لیٹے لیٹے وضو کررہے ہوتے تھے۔ہاتھ دھونا، منہ تک لے جانا، جب پوچھنا تو کہنا کہ وضو کر رہا ہوں۔غرض میرے پیارے ابّاجان اپنی زندگی کو خدا کی امانت سمجھتے ہوئے آخری لمحات تک اس کے اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہوگئے۔

خلیفہ وقت سے محبّت، نظام کی اطاعت فدائیت کی حد تک تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسوم اور بدعات کے خلاف جو جہاد کا اعلان کیا تھا۔ اس کو ہر موقع پر اپنایا۔ شادی، غمی کسی بھی موقع پر کسی قسم کی بدرسوم یا بدعت کی قطعاً اجازت نہیں دی۔ سختی سے رد فرماتے۔ کراچی میں اڑوس پڑوس غیر احمدی تھا۔سب سے اچھے تعلقات تھے لیکن شب برات یا دیگر رسومات کا کھانا لینے سے منع کرتے بلکہ ان کو نصیحت کے رنگ میں سمجھاتے تھے کہ یہ شرک اور بدعت ہے۔

میرے بڑے بھائی نے بتایا کہ ملازمت کی وجہ سے اباجان کو تقریباً ساری دنیا دیکھنے کا موقع ملا۔ اور عموماً یہ ہوتا کہ جب بھی کسی ملک میں پہنچتے تو یہ دعا کرتے کہ وہاں کسی احمدی سے ملاقات ہوجائے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ہے جو مکرم بشارت نوراللہ صاحب حال مقیم مورفیلڈن نے بتایا ہے کہ ”مَیں حاجی غلام محی الدین صادق صاحب کے ساتھ رہا ہوں۔ ان سے ہمارا بہت محبّت کا تعلق تھا۔ایک دفعہ انہوں نے خود بتایا کہ مجھے افریقہ کے سفر پر جانا تھا۔ سفر کی مشکلات تھیں۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے آگے گڑگڑا کر دعا کی کہ میری مدد فرما۔ جب مَیں وہاں پہنچا تو ایک بزرگ جن کا نام مکرم چوہدری مختار احمد ایاز تھا پورٹ پر کھڑے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ حاجی غلام محی الدین صاحب کون ہیں۔ میرے بتانے پر کہنے لگے کہ میں آپ کو ہی لینے آیا ہوں۔ مکرم چوہدری مختار احمد ایاز صاحب ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب مقیم UK کے والدِ محترم تھے اور میرے خالوجان تھے“۔

دین کے لیے انتہا کی غیرت تھی۔ کراچی میں ہمارے پڑوسی اور ابا جان کے دوست مکرم بیگ صاحب رہتے تھے جو کراچی یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔ ابا جان سے اکثر بحث رہتی۔ ایک دفعہ فرمانے لگے ”حاجی صاحب فرض کریں کہ حضرت عیسیٰؑ واپس آ ہی گئے تو آپ لوگ کیا کریں گے۔“ اباجان نے فوراً فرمایا۔ ”بیگ صاحب اگر

باقی صفحہ 48 پر

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم محمود احمد صاحب

خاکسار کے والدِ محترم محمود احمد صاحب ابن مکرم محمد صادق صاحب مؤرخہ 19 جولائی 2023ء کو بعمر 76 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مکرم محمود احمد صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کا تعلق فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور پاکستان سے تھا۔ 2016ء میں جرمنی آ گئے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، خدمت گزار اور بے لَوث محبت کرنے والے انسان تھے۔ تمام جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتے اور بچوں کو بھی ساتھ لے کر آتے۔

پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹے مکرم سلمان محمود صاحب سویڈن میں ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ مکرم امیر صاحب جماعت جرمنی نے مؤرخہ 21 جولائی کو پڑھائی اور تدفین 28 جولائی کو Göteborg میں ہوئی۔

(مکرم ذیشان محمود صاحب، جماعت Betzdorf)

مکرم ذیشان رضا خان صاحب

خاکسار کے پھوپھی زاد بھائی مکرم ذیشان رضا خان صاحب ابن مکرم مبشر احمد خان صاحب 6 جولائی 2023ء کو بعمر 34 سال وفات پا گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والدین کا تعلق ناصر آباد غربی ربوہ سے تھا۔ مرحوم کچھ عرصہ ہاسلٹ بیلجیئم میں رہائش پذیر رہے اور 2015ء میں جرمنی آئے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمت گزار، خلافت سے محبّت کرنے والے، موصی اور دوسروں کی ہر ممکن مدد کرنے والی شخصیت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں آپ کا ایک بیٹا میکائل خان اور اہلیہ حسنہ ظفر شامل ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی نے مؤرخہ 14 جولائی کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں پڑھائی اور تدفین مؤرخہ 16 جولائی کو ربوہ میں ہوئی۔

(وحید خان، صدر حلقہ مسجد سبحان، میورفیلڈن والڈورف)

محترمہ رحمت پروین صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ رحمت پروین صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب مورخہ 13 جولائی 2023ء کو بعمر 88 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ 12 دسمبر 1934ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ مرحومہ حضرت میاں نانک صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی سب سے چھوٹی بیٹی اور حضرت فتح دین صاحب (کشمیری برادران) صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی تھیں۔ آپ صوم صلوۃ کی پابند اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ آپ کے پسماندگان میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی نمازِ جنازہ مکرم رحمت اللہ صاحب مربی سلسلہ و استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی نے مورخہ 14 جولائی کو بیت العزیز میں پڑھائی اور تدفین مورخہ 17 جولائی کو مقامی قبرستان میں ہوئی۔

(انس قدیر۔ Riedstadt)

مکرم نصیر احمد شاہد صاحب

سلسلہ کے معروف خادم اور خاکسار کے بھانجے مکرم نصیر احمد شاہد صاحب چند دن کی علالت کے بعد مؤرخہ 25 جولائی 2023ء کو ہنوفر (جرمنی) کے ایک مقامی ہسپتال میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ 6 اپریل 1956ء کو سندھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سندھ اور ربوہ سے حاصل کرنے کے بعد سرکاری محکمے میں ملازمت شروع کی۔ دورانِ ملازمت 3 مضامین میں ایم اے کیا اور LLB کی ڈگری بھی حاصل کی۔ بعد ازاں 1988ء میں جرمنی منتقل ہو گئے جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو بھرپور جماعتی خدمات کی توفیق بھی ملتی رہی۔ آپ نے بطور صدر جماعت، زونل قائد، ایڈیٹر رسالہ نورالدین جرمنی، مہتمم اطفال، نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور زعیم انصاراللہ کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ بوقت وفات ایک لمبے عرصہ سے بطور قاضی سلسلہ بھی خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔

آپ کا تعلق پاکستان کے ایک زمیندار خاندان سے تھا۔ آپ کے دادا حضرت چوہدری غلام حیدر صاحبؓ اور پڑدادا حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شامل تھے اور انہوں نے اندرون سندھ کی اوّلین جماعت کوٹ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے دادا علاقے کے ایک معروف زمیندار تھے اور پنجاب سے سندھ آنے والے احباب کی سندھ میں آبادکاری میں ان کی کوششوں کا بہت عمل دخل رہا۔ آپ کے والد مکرم ڈاکٹر نذیر احمد ساجد صاحب پرنسپل طبّیہ کالج ربوہ کے طور پر خدمات سلسلہ بجالاتے رہے، مرحوم ان کے سب بڑے بیٹے اور مکرم فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل غانا کے بڑے بھائی تھے۔ آپ نے سوگواران میں اپنی اہلیہ اور چار بہن بھائی پیچھے چھوڑے ہیں۔ (ڈاکٹر وسیم احمد، ہائیڈل برگ)

بقیہ: مکرم غلام محی الدین صاحب مرحوم کا ذکر خیر از صفحہ 47

ایسا ہو ہی گیا تو بھی ایمان لانے والے ہم لوگ ہی ہوں گے لیکن آپ نے تو اُس وقت بھی انکار ہی کر دینا ہے‘‘۔

قارئین سے درخواست ہے کہ میرے پیارے اباجان کی بلندیِ درجات کے لئے اور ہمارے ان راہوں پر چلنے کے لئے دعا کریں جن پر ہمارا پیارا باپ ہمیں ڈال گیا ہے۔ ہم سب بہن بھائیوں نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق خدمت کرنے کی کوشش کی لیکن ع

حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

پروگرام 47 واں جلسہ سالانہ
جماعت احمدیہ جرمنی 2023ء

پہلا روز جمعۃ المبارک یکم ستمبر 2023ء				
13:45	پرچم کشائی			
14:00	نماز جمعہ و عصر			حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اجلاس اوّل				
17:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		17:20	نظم
17:30	تقریر (اردو)	مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی		صد سالہ جوبلی جماعت احمدیہ جرمنی۔ الٰہی افضال سے بھرپور ماضی اور روشن مستقبل
18:25	تقریر (جرمن)	مکرم مولانا باسل اسلم صاحب۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حال جرمنی		حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ روحانی خزائن کی تقسیم
دوسرا روز ہفتہ 02 ستمبر 2023ء				
اجلاس دوم				
10:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		10:20	نظم
10:30	تقریر (جرمن)	مکرم طارق ہبش صاحب۔ استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی		دہریت سے مسموم معاشرہ میں اسلامی اقدار کا تحفظ
11:10	تقریر (اردو)	مکرم مولانا شمس اقبال صاحب۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ و استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی		میدان عمل میں مبلغین/داعیان الی اللہ کے ساتھ تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات
12:00	خطاب حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز			یہ خطاب جلسہ گاہ مستورات سے براہِ راست نشر کیا جائے گا۔
13:45	نماز ظہر و عصر		15:30	تعارف مہمانان
16:00	حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا غیر از جماعت مہمانوں سے خطاب			
اجلاس سوم				
17:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		17:20	نظم
17:30	تقریر (اردو)	مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی		مَیں (اللہ) ایک مخفی خزانہ تھا، مَیں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں
18:15	تقریر (جرمن)	مکرم مولانا طارق احمد ظفر صاحب۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ و صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی		قرآن کریم ایک زندہ کتاب
تیسرا روز اتوار 03 ستمبر 2023ء				
اجلاس چہارم				
10:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		10:20	نظم
10:30	تقریر (جرمن)	مکرم مولانا محمود احمد ملہی صاحب۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حال جرمنی		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح، آشتی اور وحدتِ انسانی کے عَلَم بردار
11:15	تقریر (اردو)	مکرم مولانا عبد السمیع خان صاحب۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا		خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کا تعلق
11:55	تقریر (جرمن)	مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی		سوشل میڈیا اور مادہ پرستی کے دَور میں صحیح سمت کا تعین
اختتامی اجلاس				
16:00	تقریب بیعت			نمازِ ظہر و عصر
اختتامی خطاب	سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز			

جلسہ کے ایام کا آغاز روزانہ 4:30 بجے نماز تہجد اور 5:40 بجے نماز فجر و درس سے ہوا کرے گا۔

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 24
ISSUE 08
AUGUST 2023
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de